ماہنامہ
# نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

3 جمادی الثانی 1438ھ / مارچ 2017ء

احرار
عزم وہمت اور صبر واستقامت کے
87 سال

تجھ کو کتنوں کا لہو چاہیے اے ارضِ وطن
جو ترے عارضِ بے رنگ کو گلنار کرے
کتنی آہوں سے کلیجہ ترا ٹھنڈا ہوگا
کتنے آنسو ترے صحراؤں کو گلزار کریں

تیرے ایوانوں میں پرزے ہوئے پیماں کتنے
کتنے وعدے جو نہ آسودۂ اقرار ہوئے
کتنی آنکھوں کو نظر کھا گئی بدخواہوں کی
خواب کتنے تری شاہراہوں میں سنگسار ہوئے

(فیض احمد فیض)

- ارضِ وطن لہولہو!
- حالیہ تحریک تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم!
- مجلس احرار اسلام کی مرکزی تربیت گاہ
- سودی نظام: خاتمہ کے لیے جاری جدوجہد
- قادیانیوں کو دعوت اسلام
- عشق کے قیدی

# دوروزہ تربیتی کنونشن برائے ذمہ داران

زیرِ سرپرستی ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہٗ
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

ایوانِ احرار، 69/c حسین سٹریٹ، وحدت روڈ، نیو مسلم ٹاؤن لاہور

---

مجلس احرار اسلام کے تنظیمی و فکری کام کو مزید بہتر اور منظم کرنے کے لیے "دوروزہ تربیتی کنونشن برائے ذمہ داران" 19/18 مارچ 2017ء ہفتہ، اتوار ایوانِ احرار مسلم ٹاؤن لاہور میں منعقد کیا جا رہا ہے۔ جس میں آپ کی شرکت نہایت ضروری ہے۔

دعوت نامہ آپ حضرات تک پہنچ چکا ہوگا، جن حضرات تک نہیں پہنچا وہ اس اشتہار کو دعوت نامہ تصور کریں۔

---

## ہدایات برائے مندوبین

① 17/ مارچ بروز جمعہ نماز عشاء تک دفتر احرار لاہور پہنچ جائیں
② اپنے مقام سے روانہ ہوتے وقت دیے گئے رابطہ نمبر پہ اطلاع کریں
③ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں، ڈائری اور قلم ہمراہ رکھیں
④ اپنے علاقے کی دینی وسیاسی فضاء اور اس میں جماعت کے کام کی گنجائش
⑤ اپنی مقامی جماعت کی کارکردگی کی مکمل رپورٹ اور کارکنان کی فہرست مع پتہ جات اور فون نمبرز
⑥ اپنے علاقے کے مدارس اور مساجد کی فہرست اور ائمہ وخطبا مساجد و مہتممین مدارس کے نام اور فون نمبرز
⑦ جماعت کے کام کو بہتر کرنے کے لیے تجاویز

**نوٹ** نمبر 4-5-6-7 کی تفصیل لکھ کر ہمراہ لائیں

منجانب

عبداللطیف چیمہ
ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام پاکستان

سید محمد کفیل بخاری
نائب امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

**رابطہ**
0300-9522878 (ڈاکٹر محمد آصف)

---

www.ahrar.org.pk / majlisahrar@yahoo. com

# ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

بیاد: سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: ابن امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جلد 28 شمارہ 3 | جمادی الثانی 1438ھ / مارچ 2017ء

Regd.M.NO.32



فیضانِ نظر
حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی
ابن امیرِ شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

مدیر مسئول
سید محمد کفیل بخاری
kafeel.bukhari@gmail.com

رفقاء فکر
عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد
مولانا محمد مغیرہ • محمد عمر فاروق
قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس
سید صبیح الحسن ہمدانی
sabeeh.hamdani@gmail.com
سید عطاء المنان بخاری
atabukhari@gmail.com

تزئین
محمد نعمان سنجرانی

سرکولیشن منیجر
محمد مزمل حمید

محمد یوسف شاد
0300-7346095



زرِ تعاون سالانہ

اندرون ملک ———— -/200 روپے
بیرون ملک ———— -/4000 روپے
فی شمارہ ———— -/20 روپے

ترسیلِ زر بنام: ماہنامہ نقیب ختم نبوت

بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 100-5278-1

یو بی ایل ... 0278 ... ملتان


## تشکیل


| | | | |
|---|---|---|---|
| دل کی بات: | ارضِ وطن لہلہا | سید محمد کفیل بخاری | 2 |
| شذرات: | حالیہ تحریک تحفظ ناموسِ رسالت! | عبداللطیف خالد چیمہ | 4 |
| // | چارسدہ میں ختم نبوت کے رہنما کی شہادت | | |
| // | تعلیمی اداروں میں قرآن کریم کی تعلیم | | |
| // | مرکزی تربیت گاہ | | |
| افکار: | سودی نظام: خاتمہ کے لیے جاری جدوجہد | مولانا زاہد الراشدی | 6 |
| // | قادیانیت کی ترویج کے لیے ڈاکٹر عبدالسلام ایوارڈ کی سازش | رپورٹ: وجیہ احمد صدیقی | 8 |
| // | تازہ ترین جھوٹ...... ایک دانش ور سے سرِ راہ ملاقات | پروفیسر خالد شبیر احمد | 10 |
| // | اسلامی اقوام متحدہ | ابو عکاشہ مفتی محمد عمر فاروق | 14 |
| دین و دانش: | معارف الحدیث | مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ | 17 |
| // | یَحْشُو ابِنُ اَبْصَارِهِم | ابن ابوذر حافظ سید محمد معاویہ بخاری | 21 |
| // | برف پگھل رہی ہے | پروفیسر محمد حمزہ نعیم | 22 |
| // | احادیث نزول عیسیٰ بن مریم علیہما السلام اور منکرات حدیث کے اعتراضات کا علمی جائزہ (قسط: 11) | حافظ عبید اللہ | 23 |
| ادب: | نعت | پروفیسر محمد اکرام تائب / پروفیسر خالد شبیر احمد | 30 |
| // | منقبت در مدح سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ | محمد حسان قریشی | 31 |
| // | عشق کے قیدی (قسط: 7) | ظفر جی | 32 |
| مطالعۂ قادیانیت: | قادیانیوں کو دعوتِ اسلام (آخری قسط) | مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ | 39 |
| // | احمدی اور تصورِ ختم نبوت: ایک احمدی جوڑے سے گفت گو | ڈاکٹر محمد شہباز منج | 48 |
| نقد و نظر: | سلفی کی سیلفی | غلام ابوبکر صدیقی بن حضرت مولانا محمد نافع | 50 |
| ترحیم: | مسافرانِ آخرت | ادارہ | 63 |



رابطہ

دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
☎061-4511961

www.ahrar.org.pk
www.alakhir.com
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com



تحریک تحفظ ختم نبوت شعبۂ تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: ... تشکیل ...

... Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

# ارضِ وطن لہولہو!

سید محمد کفیل بخاری

دہشت گردوں نے دوسال کے وقفے کے بعد ایک بار پھر اپنے ناپاک وجود کا احساس دلاتے ہوئے ریاست کو چیلنج کر دیا ہے۔ گزشتہ ماہ چیرنگ کراس لاہور میں ایک احتجاجی جلوس پر خودکش حملے سے دہشت گردی کا آغاز کیا، جس کے نتیجے میں ڈی آئی جی ٹریفک احمد مبین اور ایس ایس پی آپریشنز زاہد گوندل سمیت ۱۳/افراد شہید اور درجنوں زخمی ہوئے۔ پشاور، مہمند ایجنسی اور شب قدر میں عام شہریوں، سیکورٹی فورسز اور ججوں پر چار حملے کیے، جن میں ۴/اہل کاروں سمیت ۷/افراد شہید ہوئے۔ سہون میں شہباز قلندر کے مزار پر خودکش حملے کے نتیجے میں ۱۰۰/افراد شہید جبکہ ۵۰۰ زخمی ہوئے۔ بلوچستان کے ضلع اوران میں بارودی سرنگ کے دھماکے میں پاک فوج کے کیپٹن سمیت ۳/اہل کار شہید ہوئے۔ گویا دہشت گردوں نے چاروں صوبوں میں تسلسل کے ساتھ سفا کانہ کارروائیاں کر کے جہاں انسانوں کو بے گناہ قتل کر کے عوام میں خوف وہراس پیدا کیا ہے وہاں ریاست اور ریاستی اداروں کو بھی چیلنج کیا ہے۔

دہشت گردی کی تازہ ہولناک اور خونی لہر نیشنل ایکشن پلان، سیکورٹی اداروں، انٹیلی جنس ایجنسیوں اور حکومتی کارکردگی پر سوالیہ نشان ہے۔ دوسال قبل آٹھویں ترمیم کے ذریعے پاک فوج کو آپریشن کے لیے قانونی اختیار دیا گیا جس کے نتیجے میں امن قائم ہوا۔ لیکن جنرل راحیل شریف کی ریٹائرمنٹ اور آپریشن کی دوسالہ مدت پورے ہونے کے بعد نہایت منظّم طریقے سے دہشت گردی کا آغاز یقیناً پاکستان کے خلاف کوئی بڑی سازش ہے۔ ستم یہ ہے کہ دہشت گردی کو مذہب اور مسلک کے ساتھ جوڑ دیا گیا ہے۔ ایک مخصوص لابی وطن عزیز کے خلاف استعماری ایجنڈے کی تکمیل کے لیے دینی مدارس اور مذہبی طبقات کو دہشت گردی کا ذمہ دار قرار دلوانے کے لیے سرگرم ہے۔ جبکہ حقائق یکسر اس کے برعکس ہیں۔ دہشت گردوں کا کوئی مذہب نہیں اور مسلک نہیں ہوتا۔ دوسال قبل پوری قوم نے نیشنل ایکشن پلان کی حمایت کی، تمام دینی وسیاسی جماعتیں، ریاست اور ریاستی اداروں کے ساتھ کھڑی ہوئیں اور اب بھی ساتھ کھڑی ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان کے اندرونی وبیرونی اصل دشمنوں کو تلاش کر کے تمام ملک دشمن سرگرمیوں کا مکمل قلع قمع کیا جائے۔

ملک کو آئین اور قانون کے تحت چلایا جائے، قانون خاص نہ ہو بلکہ عام ہو، جو بھی ریاست کے خلاف ہو اسے عبرت ناک سزا دی جائے۔

وطن عزیز پاکستان میں 2000ء کی دہائی سے مسلسل آپریشنز ہو رہے ہیں۔

- آپریشن المیز ان 2002-2006 (فاٹا)

- آپریشن راہِ حق نومبر 2007 (سوات)
- آپریشن شیر دل ستمبر 2008 (باجوڑ)
- آپریشن زلزلہ 2008-2009 (ساؤتھ وزیرستان)
- آپریشن صراطِ مستقیم 2008 (خیبر ایجنسی)
- آپریشن راہ راست مئی 2009 (سوات)
- آپریشن راہ نجات اکتوبر 2009 (ساؤتھ وزیرستان)
- آپریشن کوہ سفید جولائی 2011 (کرّم ایجنسی)
- آپریشن ضربِ عضب جون 2014
- آپریشن کراچی 2015-2016
- لاتعداد کومبنگ آپریشن (پورا پاکستان)
- آپریشن ردّ الفساد 2017ء (پورا پاکستان)

''آپریشن ردّ الفساد'' ہر اعتبار سے اہم ہے نیشنل ایکشن پلان کے نتیجے میں جو کامیابیاں ملیں اور ملک میں امن قائم ہوا، دشمن نے اچانک حملہ کر کے ان کامیابیوں کو ناکامیوں میں تبدیل کرنے کی ذلیل اور گھٹیا حرکت ہے۔ آپریشن ردّ الفساد کا مقصد یہی بتایا گیا ہے کہ ملک سے فساد، فسادیوں اور ان کے سہولت کاروں اور آماج گاہوں کو ختم کرنے کے ساتھ ساتھ نیشنل ایکشن پلان سے حاصل شدہ کامیابیوں کو بھی بچانا ہے۔

دہشت گردوں نے ملک کا امن وسکون تباہ کر دیا ہے، ریاست کا ہر شہری عدم تحفظ کا شکار ہے، دہشت گردوں کا اسلام اور مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں، وہ اسلام، مسلمانوں اور وطن تینوں کے دشمن ہیں، قوم تو دعا ہی کر سکتی ھے، شہریوں کو جان ومال کا تحفظ فراہم کرنا ریاست اور اس کے اداروں کی ذمہ داری ہے، ہم ضرب عضب کی طرح ردّ الفساد کی بھی مکمل حمایت کرتے ہے، لیکن حکمرانوں سے سوال کا حق رکھتے ہیں کہ دہشت گرد کب ختم ہوں گے؟

آپریشن کب تک ہوتے رہیں گے؟

بے گناہوں کا لہو کب تک بہتا رہے گا؟

امن کا خواب کب شرمندۂ تعبیر ہوگا؟

کیا پاکستانی آپریشن لائف ہی گزارتے رہیں گے؟

قوم ہر قربانی دینے کے لیے تیار ہے، حکمران ملک دشمنوں کو کیفر کردار تک پہنچائیں، وطن کی حفاظت ہر پاکستانی کا عزم اور نصب العین ہے، مجلس احرار اسلام قیام امن کی ہر کوشش کی مکمل حمایت اور تائید کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ پاکستان کی حفاظت فرمائے۔ (آمین)

# حالیہ تحریک تحفظ ناموس رسالت!

عبداللطیف خالد چیمہ

دستور کی اسلامی دفعات کو متنازعہ بنا کر غیر مؤثر کرنے کے لیے بین الاقوامی قوتوں اور لادین لابیوں کا ایجنڈا ہمارے ہاں عرصۂ دراز سے آگے بڑھ رہا ہے اور حکمران نظریے اور جغرافیے کے تحفظ کے لیے سنجیدہ نظر نہیں آ رہے، ایسے میں یکم فروری 2017ء کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی دعوت پر اسلام آباد میں مولانا فضل الرحمن کی صدارت میں جواے پی سی ہوئی، اس کی صدائے بازگشت پوری دنیا میں سنی گئی، تمام مکاتب فکر نے مشترکہ اعلامیہ بھی جاری کیا اور درج ذیل مطالبات حکمرانوں کے سامنے رکھے کہ ان کو ایک ماہ کے اندر اندر منظور کرنے کا باضابطہ اعلان کیا جائے۔

☆ حکومتِ پاکستان C-295 کے قانون کے خلاف سرگرمیوں کا نوٹس لے اور اس قانون کے تحفظ کا دوٹوک اعلان کرے۔

☆ قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد کا شعبۂ فزکس ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے نام پر رکھنے کا فیصلہ واپس لیا جائے۔

☆ چناب نگر میں ریاست در ریاست کا ماحول ختم کیا جائے۔ حکومت دستوری اور قانونی رٹ بحال کرنے کے ٹھوس اقدامات کرے اور متوازی عدالتیں ختم کر کے قانونی نظام کی بالادستی بحال کی جائے۔

☆ قادیانی چینلز کی نشریات کا نوٹس لیا جائے اور ملک کے دستور اور قانون کے تقاضوں کے منافی نشریات پر پابندی لگائی جائے۔

☆ چناب نگر کے سرکاری تعلیمی ادارے قادیانیوں کو ہرگز نہ دیے جائیں۔

☆ دوالمیال (چکوال) میں قادیانیوں کی فائرنگ سے شہید اور زخمی ہونے والے مظلوم مسلمانوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتے ہوئے ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ قادیانی قاتلوں کو فی الفور گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ مظلوم اور بے گناہ مسلمانوں کو جلد رہا کیا جائے۔

تادم تحریر حکومت کی طرف سے کوئی مثبت رَدِعمل سامنے نہیں آیا، جس سے کئی قسم کے خدشات جنم لے رہے ہیں اور اگر یہی صورتحال باقی رہی تو ایک نئی تحریک 53ء ابھرتی ہوئی نظر آ رہی ہے، اللہ تعالیٰ حکمرانوں کو اس توفیق سے نوازیں کہ وہ ناموس رسالت اور تحفظ ختم نبوت جیسے اہم ایشوز پر اسلامیان پاکستان کے ایمان وعقیدے کے تحفظ کرنے والے بن جائیں اور اغیار کی پالیسیوں کو مسترد کر دیں،

## چارسدہ میں ختم نبوت کے رہنما کی شہادت:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چارسدہ کے امیر حاجی کلیم اللہ کو 19 / فروری کو گھر سے باہر فائرنگ کر کے شہید کر دیا گیا، قبل از 12 / ربیع الاوّل 12 / دسمبر 2016ء کو قادیانیوں نے دوالمیال میں ایک مسلمان نعیم شفیق کو شہید کر دیا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ قادیانیوں کی دہشت گردی کی کارروائیاں تیزی سے بڑھتی جا رہی ہیں اور قانون کی گرفت میں پوری طرح نہ آنے بلکہ

عموماً بچ جانے سے قادیانیوں کے حوصلے بھی بڑھتے جا رہے ہیں، ان سطور کے ذریعے ہم اربابِ اقتدار کی خدمت میں عرض کرنا چاہیں گے کہ وہ تحفظِ ختم نبوت اور تحفظِ ناموسِ رسالت کے لیے بنائے گئے قوانین کو ختم کرنے کا نہ سوچیں کہ یہ راستہ تباہی کا راستہ ہے، امن کے لیے پیغمبرِ امن صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو اپنا لیں، کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔

## تعلیمی اداروں میں قرآن کریم کی تعلیم:

تعلیمی اداروں (سکولز اور کالجز) میں قرآن کریم کی تعلیم کے حوالے سے ایک اچھی خبر سامنے آئی جو من وعن نقل کی جارہی ہے۔اسلام آباد(مانیٹرنگ ڈیسک) قومی اسمبلی کی سٹینڈنگ کمیٹی نے قرآن پاک کی تعلیم کو لازمی قرار دینے کے بل کو متفقہ طور پر منظور کر لیا ہے۔میڈیا رپورٹوں کے مطابق قومی اسمبلی کی سٹینڈنگ کمیٹی برائے وفاقی تعلیم اور پروفیشنل ٹریننگ کا اجلاس کرنل ریٹائرڈ ڈاکٹر امیر اللہ مروت کے زیر صدارت ہوا، جس میں قرآن پاک کی تعلیم کو لازمی قرار دینے کو متفقہ طور پر منظور کر لیا گیا ہے۔چیئرمین کا کہنا تھا کہ قرآن پاک کی لازمی تعلیم کا بل 2017ء ایک انتہائی اہم اقدام ہے، جس سے اب پہلی کلاس سے بارہویں کلاس کے طلبہ مستفید ہوں گے۔کمیٹی کے تمام ارکان نے اس بل کی تعریف کرتے ہوئے اسے متفقہ طور پر منظور کر لیا ہے۔امیر اللہ مروت کا کہنا تھا کہ پہلی سے پانچویں جماعت تک طلبہ کو ناظرہ قرآن پاک پڑھایا جائے گا جبکہ چھٹی سے بارہویں جماعت تک قرآن پاک ترجمہ کے ساتھ پڑھایا جائے گا۔اس موقع پر وزیر مملکت بلیغ الرحمان نے قرآن پاک کی تعلیم لازمی قرار دینے کے بل کو متفقہ طور پر منظور کرنے پر ارکان کمیٹی کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ بل کتنی اہمیت کا حامل تھا۔(روزنامہ ''اسلام'' لاہور، صفحہ اوّل 23/ فروری 2017ء)

## مرکزی تربیت گاہ:

مجلس احرار اسلام اور شعبۂ تبلیغ تحفظ ختم نبوت سے وابستہ مرکزی و علاقائی ذمہ داران کے لیے مرکزی دفتر احرار لاہور میں اِن شاء اللہ تعالیٰ 18، 19 مارچ 2017ء ہفتہ، اتوار کو مرکزی تربیت گاہ کا اہتمام کیا گیا ہے، تاکہ ہمارے کام کرنے والے ذمہ داران جماعت کے اغراض و مقاصد، دعوت و تبلیغ اور خصوصاً آج کے حالات کے تناظر میں تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد اور طریق کار سے آگاہی حاصل کر سکیں۔جن حضرات کو اس تربیت گاہ میں شرکت کے لیے اِطلاع دی جائے وہ درج ذیل ہدایات کو ملحوظ خاطر رکھیں:

☆ 17/ مارچ بروز جمعہ نمازِ عشاء تک دفتر احرار لاہور پہنچ جائیں
☆ اپنے مقام سے روانہ ہوتے وقت فون نمبر: 0300-9522878 (محمد آصف) پہ اطلاع کریں
☆ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں، ڈائری اور قلم ہمراہ رکھیں
☆ اپنے علاقے کی دینی و سیاسی فضاء اور اس میں جماعت کے کام کی گنجائش
☆ اپنی مقامی جماعت کی کارکردگی کی مکمل رپورٹ اور کارکنان کی فہرست مع پتہ جات اور فون نمبرز
☆ اپنے علاقے کے مدارس اور مساجد کی فہرست اور آئمہ و خطبا مساجد و مہتممین مدارس کے نام اور فون نمبرز
☆ جماعت کے کام کو بہتر کرنے کے لیے تجاویز

# سودی نظام: خاتمہ کے لیے جاری جدوجہد

مولانا زاہد الراشدی

کل جمعرات کا دن اسلام آباد میں گزرا، جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں حسب معمول اسباق سے فارغ ہو کر حافظ شفقت اللہ کے ہمراہ ظہر سے قبل اسلام آباد پہنچا۔ ان دنوں سودی نظام کے خاتمہ کے حوالہ سے وفاقی شرعی عدالت میں کیس کی سماعت جاری ہے جس کی پیروی جماعت اسلامی کی طرف سے قیصر امام ایڈووکیٹ اور تنظیم اسلامی کی طرف سے حافظ عاطف وحید کر رہے ہیں۔ میں نے گزشتہ دنوں اسلام آباد کے چند علما کرام سے بات کی تھی کہ اس سلسلہ میں کیس کی پیروی کرنے والے حضرات کے ساتھ رابطہ میں رہ کر تازہ ترین صورتحال سے آگاہ رہنا چاہیے اور ان کے ساتھ معاونت و شرکت کی کوئی صورت نکالنی چاہیے اس لیے کہ ملک بھر کے علما کرام کا بالعموم اور اسلام آباد کے علما کرام کا بالخصوص اس کیس سے لاپروا اور بے تعلق رہنا ٹھیک نہیں ہے۔ اس پر طے ہوا کہ ایک مشترکہ اجلاس کا اہتمام کیا جائے تا کہ باہمی مشاورت کے ساتھ کوئی ترتیب طے کی جا سکے۔ چنانچہ اس مقصد کے لیے راقم الحروف کی دعوت پر 16 فروری کو 3 بجے دن جامع مسجد عثمان غنی، بلند مارکیٹ، جی ٹین ون، اسلام آباد میں اجلاس منعقد ہوا جس میں اسلام آباد کے سرکردہ علما کرام کے علاوہ کیس کی پیروی کرنے والوں کی طرف سے حافظ عاطف وحید، قیصر امام ایڈووکیٹ، سیف اللہ گوندل اور پروفیسر محمد یوسف فاروقی شریک ہوئے۔ تفصیلات سامنے آنے پر معلوم ہوا کہ وفاقی شرعی عدالت میں سودی نظام کے حوالہ سے جن نکات پر بحث جاری ہے وہ کم و بیش وہی مباحث ہیں جو اس سے قبل وفاقی شرعی عدالت اور سپریم کورٹ میں تفصیل کے ساتھ زیر بحث آ چکے ہیں اور جن کے بارے میں دونوں اعلیٰ عدالتیں واضح فیصلہ دے چکی ہیں۔ اس سے اندازہ ہوا کہ مسئلہ عدالتوں کا نہیں بلکہ اصل رکاوٹ حکومت اور بڑے مالیاتی اداروں کی طرف سے ہے کہ وہ اس اہم ترین قومی اور دینی مسئلہ کو اعلیٰ عدالتوں کے درمیان الجھائی رکھنا چاہتے ہیں تا کہ وقت کسی نہ کسی طرح گزرتا رہے اور سودی نظام کے تسلسل کو جتنا زیادہ ہو سکے جاری رکھا جا سکے۔ سادہ سی بات ہے کہ دستور پاکستان نے حکومت پاکستان کو پابند کر رکھا ہے کہ وہ ملک کو جلد از جلد سودی نظام سے نجات دلائے لیکن اس کے باوجود حکومت اور اس کی پشت پناہی کے ساتھ بڑے مالیاتی ادارے گزشتہ دو عشروں سے اعلیٰ عدالتوں میں گھما پھرا کر اس مسئلہ کو مسلسل لٹکائے ہوئے ہیں اور اب بھی ان کی حکمت عملی یہی دکھائی دیتی ہے کہ سانپ اور سیڑھی کا یہ کھیل بدستور جاری رکھا جائے۔ دینی طبقات کی بے بسی یہ ہے کہ وہ عملی طور پر صرف مطالبات ہی کر سکتے ہیں کیونکہ ان کے پاس نہ تو اتنی پارلیمانی قوت ہوتی ہے کہ وہ جمہوری ذرائع سے اپنے مطالبات کو عملی جامہ پہنا سکیں، اور نہ ہی ملک کے دیگر ریاستی اداروں میں ان کی کوئی نمائندگی نظر آتی

ہے کہ وہ منظور شدہ قوانین کو حقیقی معنوں میں نافذ کرواسکیں۔ بہرحال حسب صورتحال دینی جماعتوں کو چاہیے کہ وہ حکومت سے دوٹوک مطالبہ کریں کہ وہ سودی نظام کے خاتمہ کے لیے اپنی دستوری ذمہ داری کو فوری طور پر پورا کرے۔اس مطالبہ کو موثر بنانے کے لیے دینی حلقوں اور رائے عامہ کو بیدار و منظّم کرنے کی ضرورت ہے،اس مقصد کے لیے ملی مجلس شرعی پاکستان اوراس کے تحت تحریک انسداد سود پاکستان کے فورم پر پہلے سے تھوڑا بہت کام جاری ہے اور ملک میں مختلف مقامات پر دینی راہنماؤں اور جماعتوں کے مشترکہ اجتماعات کا اہتمام ہوتا رہتا ہے۔جبکہ اس کے لیے اسلام آباد کے علما کرام اور سول سوسائٹی کو منظّم کرنے کی زیادہ ضرورت محسوس کی جارہی ہے۔اس سلسلہ میں اجلاس میں تحریک انسداد سود رابطہ کمیٹی اسلام آباد قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا اور مولانا محمد رمضان علوی کو اس کا کنوینز مقرر کیا گیا جبکہ اس کے دیگر ارکان یہ ہوں گے۔مولانا تنویر احمد علوی، مولانا خلیق الرحمان چشتی، مولانا ظہور الہی، مولانا ثنا اللہ غالب، حافظ سید علی محی الدین، مولانا مفتی محمد سیف الدین، مولانا محمد اسحاق صابری اور مولانا عبدالقدوس محمدی۔اجلاس میں طے پایا کہ اس سلسلہ میں تمام مکاتب فکر کے علما کرام، تاجر راہنما، وکلا برادری اور دیگر طبقات سے رابطہ کر کے انہیں سودی نظام کی تباہ کاریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اس قومی مطالبہ کی حمایت کے لیے منظّم و متحرک کرنے کی کوشش کی جائے گی کہ سودی نظام کا خاتمہ حکومت کی شرعی اور دستوری ذمہ داری ہے۔اسلامی نظریاتی کونسل سودی قوانین کا تعین اور وضاحت کر کے قابل عمل متبادل نظام تجویز کرچکی ہے اور پاکستان سمیت دنیا کے مختلف ممالک میں غیر سودی مالیاتی نظام کا کامیاب تجربہ جاری ہے۔اس لیے ملک میں سودی نظام کو جاری رکھنے کا کوئی جواز نہیں ہے اور حکومت کی اولین ذمہ داری ہے کہ وہ سودی نظام کے خاتمہ کے لیے اپنی دستوری ذمہ داری کو پورا کرے اور اس کے لیے عملی اقدامات کا اہتمام کرے۔اجلاس میں طے پایا کہ اس سلسلہ میں رابطہ کمیٹی سیاسی و دینی جماعتوں کی اعلیٰ قیادت اور پارلیمنٹ کے سرکردہ ارکان سے ملاقاتیں کر کے ان سے بھی مزید توجہ کی درخواست کرے گی۔اس کے ساتھ یہ بھی طے ہوا کہ وفاقی شرعی عدالت میں کیس کی پیروی کرنے والے حضرات سے مسلسل رابطہ رکھا جائے گا اور ان کے ساتھ اخلاقی و علمی معاونت کا اہتمام کیا جائے گا۔

اجلاس سے فارغ ہو کر اسلام آباد میں سب سے پہلے بننے والی مسجد اولی مسجد میں حاضری ہوئی جہاں نماز مغرب کے بعد مولانا قاری عزیز الرحمان نے حضرت مولانا سلیم اللہ خان، حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی اور حضرت قاری محمد انور کی یاد میں تعزیتی نشست کا اہتمام کر رکھا تھا۔اسلام آباد کے بہت سے علما کرام مجتمع تھے،مولانا قاضی عبدالرشید، مولانا قاضی مشتاق احمد اور راقم الحروف کے علاوہ دیگر حضرات نے خطاب کیا اور ان بزرگوں کی دینی و ملی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کی دینی جدوجہد کا تسلسل جاری رکھنے کا عزم کیا اور ان کے لیے مغفرت و بلندی درجات کی دعا کی گئی۔تعزیتی نشست سے فارغ ہونے کے بعد ہم فیض آباد کے جنرل بس اسٹینڈ سے گوجرانوالہ کی طرف روانہ ہوگئے۔

(مطبوعہ: روزنامہ ''اسلام'' ملتان، 18 رفروری 2017)

# قادیانیت کی ترویج کے لیے ڈاکٹر عبدالسلام ایوارڈ کی سازش

رپورٹ: وجیہ احمد صدیقی

اسلام آباد (رپورٹ) پاکستان میں قادیانی سائنسدان کی امیج بلڈنگ کے لیے سیکولر ماہر تعلیم پرویز ہود بھائی نے ایک غیر ملکی کتب فروش ادارے سے آنجہانی ڈاکٹر عبدالسلام کے نام پر ایک ایوارڈ کی منظوری حاصل کر لی ہے۔ تفصیلات کے مطابق ایک عالمی اشاعتی ادارے Barnes & Noble نے صرف ان پاکستان مصنفین کے لیے ڈاکٹر عبدالسلام ایوارڈ کا اعلان کیا ہے جو تصوراتی فکشن لکھیں گے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اس ایوارڈ کے لیے محض 500 ڈالر کی رقم کا اعلان کیا گیا ہے، جو پاکستانی 52 ہزار روپے کے مساوی ہے۔ ڈاکٹر عبدالسلام کا کبھی بھی اردو ادب سے کوئی تعلق نہیں رہا ہے۔ انھوں نے نظری طبعیات میں نوبل انعام حاصل کیا تھا، جبکہ ان کے تحقیق کام پر کام کرنے والے یہودی سائنسدانوں کو پہلے ہی نوبل انعام مل چکا تھا۔ ڈاکٹر عبدالسلام کو پاکستان میں قادیانیوں اور مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے پارلیمنٹ کے فیصلے کے بعد یہ ایوارڈ دیا گیا ہے۔ عالمی اشاعتی ادارے کا کہنا ہے کہ اس انعام کی وجہ سے پاکستانی افسانہ نگاروں میں تصوراتی افسانہ لکھنے کے لیے حوصلہ افزائی ہوگی۔ اس ایوارڈ کا مقصد پاکستان نوجوانوں میں ڈاکٹر عبدالسلام کا امیج ایک دانشور کے طور پر بنانا ہے، جب کہ پاکستان کے عالمی سطح پر مقبول سائنسدان ڈاکٹر سلیم الزمان صدیقی مرحوم کو لوگ بھول چکے ہیں۔ پاکستان میں قادیانی لابی پہلے ہی قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد کے مرکز طبعیات کا نام ڈاکٹر عبدالسلام کے نام پر رکھ چکی ہے۔ عوامی مطالبے کے باوجود اس مرکز کا نام تبدیل نہیں کیا جارہا ہے۔ ڈاکٹر عبدالسلام، ایوب خان کے زمانے سے پاکستان کے ایٹمی توانائی کمیشن کے کرتا دھرتاؤں میں تھے، لیکن جب 1974ء میں پاکستان کی پارلیمنٹ نے قادیانیوں کو کافر قرار دیا تو یہ پاکستان پر لعن طعن کرتے اٹلی چلے گئے۔ 1974ء میں بھارت نے اپنا پہلا ایٹمی دھماکہ کیا تھا۔ پاکستان کا ایٹمی پروگرام اس کا جواب دینے سے قاصر تھا، اس کی وجہ یہ تھی کہ ڈاکٹر عبدالسلام نے پاکستان کے ایٹمی پروگرام کو اس سطح تک پہنچنے ہی نہیں دیا تھا کہ وہ بھارت کے ایٹمی دھماکوں کا جواب دے سکے۔ پاکستان کے ایٹمی صلاحیت حاصل کرنے کے بعد قادیانی اس مہم میں لگ گئے کہ کسی نہ کسی طرح پاکستان کے ایٹمی پروگرام پر ان کا کنٹرول ہوجائے۔ اس کے لیے انھوں نے دوسرے مسالک کے لوگوں کو استعمال کیا، ان میں پرویز ہود بھائی بھی شامل ہیں۔ پاکستان اکیڈمی آف سائنسز کے ایک سینئر سائنسدان نے اپنا نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر بتایا کہ ڈاکٹر عبدالسلام کی خواہش تھی کہ پاکستان میں سائنس کی تعلیم کا سارا شعبہ قادیانیوں کے قبضے میں چلا جائے، اگر ایسا نہ ہوسکے تو کم از کم ان لوگوں کے ہاتھ میں سائنس کی تعلیم ہو جو قادیانیوں سے ہمدردی رکھتے ہوں۔ انھوں نے کہا کہ ڈاکٹر عبدالسلام کی دوسری خواہش پوری ہوگئی ہے۔

انھوں نے اپنی جانب لوگوں کو راغب کرنے کے لیے عبدالسلام ایوارڈ کا اعلان کیا اور یہ ایوارڈ سائنس کے مختلف شعبوں میں صرف پاکستانیوں کو ہی دیا جاتا ہے۔ اس ایوارڈ کے ساتھ انعام پانے والے کو ایک ہزار ڈالر کی رقم بھی ملتی ہے جو تقریباً ایک لاکھ روپے سے زیادہ ہوتی ہے۔ لیکن یہ انعام پانے والے پروفیسرز اور طالب علم ڈاکٹر عبدالسلام کو اپنا آئیڈیل سمجھنے لگتے ہیں اور اپنے شاگردوں کو بھی ڈاکٹر عبدالسلام کے نقش قدم پر چلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ پاکستان میں مسلمان سائنس دانوں کی حوصلہ افزائی کے لیے کوئی قومی ایوارڈ نہیں ہے، اس لیے لوگوں کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہ ڈاکٹر عبدالسلام کے نام والا ایوارڈ حاصل کرلیں۔ انھوں نے کہا کہ یہ ایوارڈ 1981ء سے برطانیہ کی قادیانی جماعت جاری کر رہی ہے۔ مجلس خدام احمدیہ برطانیہ بھی اس ایوارڈ کے لیے سرمایہ فراہم کرتی ہے اور اب تک 21 پاکستانی سائنسدانوں کو یہ ایوارڈ سائنس کے مختلف شعبوں میں دیا جا چکا ہے۔ ڈاکٹر عبدالسلام کے نام پر ایوارڈ پانے والوں میں پرویز ہود بھائی سرفہرست ہیں، جو پی ایچ ڈی تو نیوکلیئر فزکس کے ہیں۔ لیکن ایوارڈ انھیں ریاضی کے شعبے میں دیا گیا ہے۔ دوسرے صاحب پنجاب یونیورسٹی کے متنازع ترین وائس چانسلر ڈاکٹر مجاہد کامران ہیں، جنھیں طبعیات کے شعبے میں یہ ایوارڈ دیا گیا۔ پاکستان کی سائنس کی اعلیٰ ترین یونیورسٹی نسٹ کے سینٹر فار ایڈوانسڈ میتھ میٹکس اینڈ فزکس کے پروفیسر اصغر قادر ایوارڈ کمیٹی کے سیکریٹری جنرل ہیں، جو خود بھی 1997ء میں ریاضی میں یہ ایوارڈ پا چکے ہیں۔ اس طرح ایوارڈ کی آڑ میں پاکستان کے اہم دفاعی اور سائنسی مقامات کا کنٹرول قادیانیوں کے ہاتھ میں ہے۔

''امت'' کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے متحدہ تحریک ختم نبوت کی رابطہ کمیٹی کے کنوینر اور مجلس احرار اسلام کے سیکریٹری جنرل عبداللطیف چیمہ نے کہا کہ اس وقت پاکستان میں قانون ختم نبوت اور قانون ناموس رسالت کو نشانہ بنایا جا رہا ہے، ایسے میں ایک غیر ملکی اشاعتی ادارے کی جانب سے ڈاکٹر عبدالسلام کے نام پر ایوارڈ کا اجرا یہ ثابت کرتا ہے کہ بیرونی غیر مسلم طاقتیں پاکستان کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کو کمزور کرنا چاہتی ہیں۔ وہ پاکستان کے نوجوانوں کی اس حوالے سے برین واشنگ کرنا چاہتی ہیں تاکہ پاکستانی نوجوان قادیانی عبدالسلام کو مسلمان سمجھے۔ ایک طرف تو دہشت گردی کے ذریعے پاکستان کو عدم استحکام کا شکار کیا جا رہا ہے اور دوسری طرف پاکستان کی نظریاتی شناخت کو بھی مسخ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ انھوں نے کہا کہ ڈاکٹر عبدالسلام نے پاکستان کو قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے آئینی فیصلے پر لعنتی ملک کہا تھا، ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ ڈاکٹر عبدالسلام پاکستان کے ایٹمی پروگرام کا دشمن تھا اور اس کے ماننے والے بشمول پرویز ہود بھائی پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے دشمن ہیں۔ انھوں نے کہا کہ یہ ہمارے حکمرانوں کی کمزوریاں ہیں کہ آج پاکستان میں بیرونی مداخلت ڈھٹائی کی حد تک بڑھ گئی ہے۔ انھوں نے ایک بار پھر مطالبہ کیا کہ قائداعظم یونیورسٹی کے مرکز طبعیات کا نام تبدیل کر کے اس کا پرانا نام بحال کیا جائے۔

(مطبوعہ: روزنامہ ''امت'' راولپنڈی، 17 فروری 2017ء)

☆......☆......☆

# تازہ ترین جھوٹ......ایک دانش ور سے سرِ راہ ملاقات

پروفیسر خالد شبیر احمد

کل ایک دانش ور سے سرِ راہ ملاقات ہوگئی میں خوشی سے جھوم اٹھا بڑی مدت کے بعد کسی دانشور کی شکل دیکھنی نصیب ہوئی تھی منت سماجت کر کے انھیں نزدیک ترین ہوٹل میں لے آیا۔ چائے کی پیالی ان کے آگے رکھ کر ان سے گوشہ نشینی کی وجہ پوچھی تو فرمانے لگے:

کہ ''یہ ہمارا دور نہیں دانشوروں کے دور کی بجائے طاقت وروں کا دور ہے جو دلائل کی بجائے طاقت سے اپنی بات منوانا چاہتے ہیں ایسے لوگوں کے سامنے اپنی بات کرنا اندھوں کے سامنے ناچنا، بہروں کے آگے گانا یا پھر بھینس کے سامنے بین بجانے کے مترادف ہے لہٰذا کیا فائدہ؟ بس گوشہ نشینی ہی بہتر ہے۔''

میں نے کہا بعض اوقات جھوٹ بولنے والے آدمی اتنا طاقت ور بھی نہیں ہوتا لیکن محض جھوٹ بول کر اپنی بات منوالیتا ہے کیا یہ جھوٹ بھی کوئی بڑی طاقت ہے؟ کہنے لگے ''جس چیز کے سامنے بھی ہتھیار ڈالنے میں عافیت ہو اسے طاقت ہی کہا جائے گا۔ خواہ وہ جھوٹ ہی کیوں نہ ہو''

میں نے بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا ایک تو جھوٹ ہوتا ہے اور ایک سفید جھوٹ دونوں میں کیا فرق ہے؟

''فرمایا ابتداء میں ہر جھوٹ، جھوٹ ہی ہوتا ہے لیکن جب جھوٹ ذرا جوان ہونا شروع ہو جائے تو وقت کے ساتھ ساتھ اس کے لڑکپن کی رنگت سفیدی میں تبدیل ہونا شروع ہو جاتی ہے اور جب جھوٹ مکمل جوان ہو جائے تو وہ سفید جھوٹ کہلاتا ہے۔''

میں نے پوچھا ہمارے ملک میں کون سا جھوٹ چلتا ہے؟ جھوٹ یا پھر سفید جھوٹ؟ کہنے لگے:

''اب ہم جھوٹ بولنے میں اتنے پر اعتماد اور اتنے خود کفیل ہوگئے ہیں کہ جھوٹ بہت پیچھے رہ گیا ہے لہٰذا اب ہمارے ملک میں سفید جھوٹ ہی چلتا ہے۔''

میں نے سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے پوچھا کہ یہی جھوٹ یا پھر سفید جھوٹ اگر کوئی صنفِ نازک بولے تو کیا جھوٹ کی طاقت میں کچھ اضافہ بھی ہوتا ہے کہ نہیں؟

دانش ور نے بڑی عجیب نظروں سے میری جانب دیکھا اور کہا:

''کیوں نہیں حسن بذات خود ایک بہت بڑی طاقت ہے اور جب وہ اپنے ہاتھ میں جھوٹ کی طاقت کو لے گا تو

جھوٹ کی طاقت اور شدت میں بھی اضافہ ہوگا''

میں نے فوراً پوچھا کہ اس تیسری قسم کے جھوٹ کو آپ کون سا نام دیں گے کہنے لگے ''یہ جھوٹ عموماً ماڈرن اور خوبصورت عورتیں بولتی ہیں لہٰذا اسے خوبصورت جھوٹ کہنے میں کوئی مذائقہ نہیں ہے۔''

میں نے عرض کیا جناب جھوٹ کے بارے میں ایک بات اور بتایئے پھر خدا جانے آپ سے کب ملاقات ہو؟

کہنے لگے پوچھو!

میں نے کہا ایک جھوٹ باپ بولتا ہے اس کے مرنے کے بعد وہی جھوٹ اس کی اولاد بڑے تواتر اور اعتماد کے ساتھ بولتی ہے تو یہ جھوٹ کی کون سی قسم ہوگی؟

جواب میں فرمایا: ''ایسا جھوٹ موروثی جھوٹ ہوگا۔''

میں نے کہا کوئی مثال کہنے لگے: ''روٹی، کپڑا اور مکان والا جھوٹ''

اس کے بعد میں نے کہا کہ اگر آپ سے یہ پوچھا جائے کہ پچھلی بیسویں صدی کا سب سے بڑا جھوٹ کون سا ہے تو آپ کا جواب کیا ہوگا۔ انھوں نے ایک سرد آہ لی اور بولے ''اس سرزمین پاک و ہند پر بیسویں صدی کا سب سے بڑا جھوٹ بولا گیا کہ '' آؤ مل کر ایک الگ ملک بنائیں جس میں خلفائے راشدین کے دور کے نظارے ہوں گے غریبوں کی دنیا بدل دی جائے گی۔ اسلام کی حکمرانی ہوگی، امیر اور غریب کے درمیان فرق مٹ جائے گا۔ امیر غریب کا ہمدرد ہوگا۔ غریب امیر کو احترام کی نظر سے دیکھے گا۔ انسان کو تفکرات سے نجات مل جائے گی۔ تقویٰ، طہارت، پاکیزگی کی فضا میں انسان کو ایک روحانی تسکین میسر ہوگی۔ نفرت، حسد، کینہ، بغض، عداوت معاشرے سے یوں غائب ہو جائیں گے جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ عام شہری کو کم سے کم خرچ کرنے پر زیادہ سے زیادہ مراعات میسر ہوں گی۔ ہر طرف پیار، محبت، تعاون، شفقت، اتحاد و اتفاق کے نظارے ہوں گے، انفرادی طور پر ہر شہری مطمئن اور اجتماعی طور پر قوم پر اعتماد ہو کر ترقی کی راہوں پر گامزن ہوگی۔''

میں نے کہا یہ جھوٹ کونسی قسم کا جھوٹ کہلائے گا؟

کہنے لگے: ''اسے تاریخی جھوٹ کہتے ہیں۔ جو تاریخ کے صفحات پر قیامت تک کے لیے محفوظ ہو گیا ہے''

میں نے کہا اس جھوٹ کی چمک دمک کو اگر پیش نظر رکھا جائے تو پھر اسے کون سا نام دیا جائے گا؟ فوراً جواب دیا ''سنہری جھوٹ''

سنہری جھوٹ سے میرے ذہن میں میرے ہی چند اشعار گونج اٹھے۔

اس سیاست کا یہی ہے اولیں اک سانحہ ہر سنہری جھوٹ کو ہم برملا لکھتے رہے
ہر غلط انسان کے در پر جبیں سائی کے بعد احتراماً واقعاتِ کربلا کہتے رہے

اہلِ فن حرص وہوس کے دوش پر ہو کر سوار جانے کیا پڑھتے رہے اور جانے کیا لکھتے رہے

میں نے کہا حضرت کچھ سرکاری، درباری جھوٹ کے بارے میں بھی ارشاد فرمائیے۔ جواب میں کہا کہ ''وہ جھوٹ جو سرکار کی سرپرستی میں سرکاری اہل کار دن رات بولتے رہتے ہیں بلکہ سرکار کے تمام ذرائع ابلاغ اس جھوٹ کو پھیلانے اور عوام تک پہنچانے میں اپنا خون پسینہ ایک کر دیتے ہیں، سرکاری اور درباری جھوٹ کہلاتا ہے۔ آج کل اسی جھوٹ کی حکمرانی ہے آپ اکثر اخبارات، ریڈیو، ٹیلی وژن اور نیٹ پر اس کا چرچا سنتے رہتے ہیں۔ کہ ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہے معیشت پہلے سے بہتر ہے۔ منصوبے بن رہے ہیں۔ ترقی کی راہ کاروانِ حیات چل نکلا، منزل قریب ہے، قدم بڑھائیے، ہمارا ساتھ دیجیے، آپ کا مستقبل آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اقتدار عوام تک پہنچا دیا ہے۔ عوام کو اپنی مرضی کا مالک بنا دیا گیا ہے۔ مقامی حکومتیں قائم کر دی گئی ہیں۔ یہی اصل جمہوریت ہے۔ جو پچھلے ستر برسوں سے آپ تک نہیں پہنچی تھی۔ ہم نے پہنچا دیا ہے اسلام بھی قائم ہو گیا ہے۔ اب ہر شہری بآسانی نماز پڑھ سکتا ہے۔ حج کر سکتا ہے، روزہ رکھ سکتا ہے۔ اس سلسلے میں کوئی روک ٹوک نہیں ہے۔ زکوٰۃ عام کر دی گئی ہے۔ خوشحالی پروگرام کے تحت ہمارا کام ہو رہا ہے۔ غربت مکاؤ سکیمیں اپنے پورے عروج پر ہیں۔ بجلی، ٹیلی فون، سوئی گیس کے بل عام اور سستے کر دیے گئے ہیں۔ بینکوں پر عوام کی لمبی لمبی قطاریں اس بات کی دلیل ہیں کہ لوگوں کے پاس بل ادا کرنے کے لیے وافر رقم موجود ہے۔ نہ جانے کیا کیا کہا جا رہا ہے کہ آؤ ہمارا ساتھ دو کہ ترقی ہمارے ہی دم قدم سے ہوگی۔ ہم ہیں تو پاکستان ہے۔ ہم نہیں تو پاکستان نہیں۔ سپریم کورٹ میں پانامہ کا مقدمہ بھی چل رہا ہے جو ہمارے منصوبوں پر اچھے تأثرات چھوڑے گا اور ہم ملکی ترقی کو آگے لے کر بڑھیں گے۔ جس سے عوام کو مزید فوائد حاصل ہوں گے۔''

دانش ور یہ سب کچھ کہہ کر میرے سامنے والی کرسی سے یہ کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا کہ میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ ایک مدت بعد آپ نے مجھے سچ کہنے کا موقعہ فراہم کیا۔ میں نے ان کا ہاتھ تھام لیا اور کہا بس ایک آخر سوال باقی رہ گیا ہے۔ اس کا جواب بھی دیتے جائیں آپ کی بڑی نوازش ہوگی۔ کہنے لگے فرمائیے۔ میں نے کہا کہ کوئی تازہ ترین جھوٹ؟

فرمایا ''کرپشن کا خاتمہ''

یہ کہہ کر دانشور تو چلا لیکن میں سوچ کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوب کے رہ گیا پاکستان، علامہ اقبال، قائداعظم، مسلم لیگ، دوقومی نظریہ اور وعدہ نظامِ اسلامی وہ سب کہا ہوئے؟ بیٹھا سوچتا رہا اور تلملاتا رہا کہ آخر ہم کہاں سے چلے تھے اور کہاں آن پہنچے ہیں۔ پچھلی ستر سالہ قیادت کا ایک ہی نقشہ میرے ذہن میں بار بار گردش کرتا رہا اور وہ ہے جھوٹ کا تسلسل، بے اختیار چند اشعار شدت جذبات کی وجہ سے نوک زبان پر آ گئے۔ علامہ اقبال سے معذرت کے ساتھ پیش خدمت ہیں۔ کہ اقبال نے اپنے ترانے میں کیا کہا تھا اور ہمارے سیاست دانوں کا ترانہ کیا ہو گیا ہے۔

اٹھو میری دنیا کے غریبوں کو دعا دو ہر جھوٹ کو تم میرے ہی دامن کی ہوا دو

گر نقش کہن تم سے نہ مٹ پائے تو پھر تم
جو حرف صداقت بھی نظر آئے مٹا دو

گرماؤں جیالو کا لہو چشم حسیں سے
ہر شہر میں بستی میں میری دھوم مچا دو

میں ناخوش و بیزار ہوں اپنے ہی وطن سے
میرے لیے لندن میں محل اور بنا دو

اس طور سے اب راہ سیاست یہ چلو تم
ہر دل میں میرے جھوٹ کی ہیبت کو بٹھا دو

دولت سے نہ جھکتا ہو نہ جھکتا ہو تبر سے
اس سر کو میرے جھوٹ کی طاقت سے جھکا دو

جس شخص کے ہاتھو میں بھی ہو جھوٹ کا پرچم
اس شخص کو ہر شہر کی مسندِ پہ بٹھا دو

خاؔلد بھی اگر آئے مقابل تو کچل دو
عبرت کا نمونہ ہو کڑی ایسی سزا دو

☆......☆......☆

## آسٹریلوی نژاد ایک عیسائی خاتون کا قبول اسلام

بدھ ۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۸ھ مطابق ۲۲ فروری ۲۰۱۷ء کو نماز مغرب کے قریب آسٹریلیا کی ایک 72 سالہ عیسائی خاتون مسز ''سوزان ریا'' نے دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان میں مجلس احرار اسلام پاکستان کے نائب امیر، نواسۂ امیر شریعت سید محمد کفیل بخاری کے رُو برو اسلام قبول کر لیا۔ محترم نعمان عباسی انہیں دارِ بنی ہاشم لے کر آئے۔

مسز ''سوزان ریا'' نے سید محمد کفیل بخاری کو بتایا کہ میں ایک طویل عرصے سے اسلام کا مطالعہ کر رہی تھی، میں مسلمانوں کو دیکھتی تو وہ مجھے بہت اچھے لگتے تھے۔

جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ اسلام سے کیوں متاثر ہوئیں؟ انہوں نے کہا کہ: ''میں جب مسلمانوں کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھتی تو مجھے احساس ہوا کہ اللہ کی عبادت کا اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں کہ جس میں انسان اور رب کے درمیان اور کوئی نہیں ہوتا۔ انسان کا رابطہ اللہ سے براہ راست ہو جاتا ہے اور وہ اپنی ساری باتیں راز کے ساتھ اپنے رب سے کر لیتا ہے جسے اور کوئی نہیں سن سکتا۔

مسز ''سوزان ریا'' نے بتایا کہ: ''گزشتہ دنوں میں ایک وفد کے ساتھ آسٹریلیا سے لاہور آئی تو بحریہ ٹاؤن کی جامع مسجد کے قریب سے گزر رہی تھی اچانک مسجد سے آذان کی آواز گونجی اور جونہی میرے کانوں سے ٹکرائی تو میرے دل نے گواہی دی کہ اسلام ہی سچا دین ہے میں نے اسی وقت اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ آج ملتان میں اپنے وفد کے ساتھ آئی تو میرا دل بہت بے قرار تھا کہ ابھی اسلام قبول کرنے کا اعلان کروں میں نے اپنے پاکستانی گائڈ نعمان عباسی سے کہا کہ مجھے فوراً کسی مسجد لے چلو اور وہ مجھے آپ کے پاس لے آئے۔ اسلام قبول کر کے میں بہت خوشی اور سکون محسوس کر رہی ہوں، میں آپ کی بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے کلمہ پڑھا دیا۔''

سید محمد کفیل بخاری نے انہیں مبارک باد دی، انہیں نماز سیکھنے اور پڑھنے کی تلقین کی اور بتایا کہ ہر مسلمان پر پانچ وقت نماز پڑھنا فرض ہے۔ مسز ''سوزان ریا'' نے وعدہ کیا وہ نماز سیکھے گی اور ضرور پڑھے گی۔

سید محمد کفیل بخاری نے انہیں قرآن کریم کے انگریزی ترجمے کا نسخہ اور چند دینی انگریزی کتابیں گفٹ کیں اور ان کے لیے اسلام پر استقامت کی دعا کی۔

# اسلامی اقوام متحدہ

ابو عکاشہ مفتی محمد عمر فاروق

ریاستہائے متحدہ امریکہ کے نئے صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے حلف اٹھاتے ہی اپنی اصلیت وحقیقت اور واضح پالیسی کا اعلان کر دیا ہے، انتخابی مہم کے دوران کیے گئے وعدوں پر فوری عمل درآمد شروع کر دیا ہے، انتخابی مہم کے درمیان ٹرمپ کی جو شخصیت سامنے آئی، اس میں وہ صاف گو، غیر لچکدار رویے کے حامل اور دوٹوک انداز میں گفتگو کرنے والے فرد کی تھی چنانچہ انہوں نے اپنی واضح اور غیر لچکدار گفتگو میں کھلے انداز میں کہہ دیا ہے کہ،، میں تشدد کا قائل ہوں،، اسی متشددانہ پالیسی کا آغاز مسلمانوں کے امریکہ میں داخلہ پر پابندی اور سخت چیکنگ کی صورت میں سامنے آیا۔

ان حالات کے تناظر میں امت مسلمہ کے قائدین اور تھنک ٹینک کو واضح غیر لچکدار اور دوٹوک مؤقف اختیار کرنا ہوگا، اپنی صفوں میں اتحاد واتفاق پیدا کر کے امت مسلمہ کو ایک مدبر اور حوصلہ مند دور اندیش قیادت فراہم کرنا ہوگی ورنہ دنیا کے ظالم وجابر حکمران مسلمانوں کو منافقین کے ساتھ مل کر صفحۂ ہستی سے مٹانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑیں گے۔ شام، عراق، افغانستان، روہنگیا برما، کشمیر وفلسطین، بوسنیا، چیچنیا، لیبیا، مصر، یمن وغیرہ کے مظلوم مسلمانوں کے حالات اور ان کی بے بسی امت مسلمہ کے سامنے ہے۔

یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ عالم اسلام اس وقت شدید ابتلاء واختلاف کا شکار ہے جبکہ عالمی قوتوں نے اپنی ناپاک سازشوں کے ذریعہ مسلم ممالک کو جنگوں میں دھکیل کر ان کے وسائل پر قبضہ جمالیا ہے۔ تاریخ اسلام اس پر شاہد ہے کہ ہم نے کبھی دشمنوں سے شکست نہیں کھائی، ہم نے اگر شکست کھائی ہے تو اپنے اندرونی اختلافات سے شکست کھائی ہے اسی نفسانیت کی بدولت اپنی سلطنتیں گنوائیں اور اپنے ملکوں کے چراغ گل کرائے ان سازشوں کو ناکام بنانے کیلئے مسلم امہ کو عرب وعجم کی تخصیص کیے بغیر ایک مشترک پلیٹ فارم پر آنا ہوگا اپنی کرنسی اپنی عالمی منڈیاں اور عدالتیں قائم کر کے عالمی قوتوں کے دہرے معیار کو بے نقاب کرنا ہوگا۔

یہ امت پوری انسانیت کی اصلاح کے لیے مبعوث کی گئی ہے۔ پیغمبر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امت کی قائدانہ صفات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تم لوگ آسانیاں فراہم کرنے والے بنا کر مبعوث کیے گئے ہو دشواریاں پیدا کرنے والے بنا کر نہیں۔

ایک صحابی حضرت ربعی بن عامر رضی اللہ عنہ نے اسلام کی جامعیت بیان کرتے ہوئے فرمایا ہمیں اللہ تعالیٰ

نے اس کام کے لیے مبعوث فرمایا کہ ہم اللہ کی مشیت کے مطابق انسانوں کوانسانوں کی غلامی سے نکال کر اللہ وحدہ کی عبادت تک، دنیا کی تنگی سے نکال کر اس کی وسعتوں تک، اور مختلف مذاہب وادیان کے ظلم وجور سے نجات دلا کر اسلام کے عدل وانصاف تک پہنچا دیں نیز نبی آخرالزمان کی بعثت کے ساتھ ایک ایسی امت کی بعثت بھی مشیت خداوندی میں شامل تھی جو باخبر اور باشعور ہو۔صحیح راستے کی طرف دعوت دیتی رہے، ہر زمانہ اور ہر مقام پر انسانوں کی دیکھ بھال اس کی ذمہ داری ہے۔

امت مسلمہ میں اسلامی بیداری نوع انسانی کی دائمی وابدی ضرورتوں غذاء پانی ہوا سے معنوی اعتبار سے کسی طرح کم نہیں۔ یہ پوری انسانیت کیلئے مطلوب ومفید ہے اوراس کا فقدان صرف اسلام اور مسلمانوں کے وجود کے لیے نہیں بلکہ پورے انسانی معاشرہ کی سلامتی کے لیے خطرہ ہے آج کا دور چونکہ شہوات نفسانی اور شکوک وشبہات ذہنی کا دور ہے اسلام سے نامانوس فلسفوں اورافکار کا زمانہ ہے اس لئے آج اسلامی بیداری کی ضرورت کئی گنا زیادہ بڑھ گئی ہے اوراس امت کی ذمہ داریوں میں اضافہ ہوگیا ہے۔

امت کے خیر خواہ طبقہ کی اس پر نظر ہونی چاہیے کہ اس دور میں کون کون سی تحریکیں اور کیسے کیسے رجحانات پائے جاتے ہیں۔ عام زندگی میں ان کی کیا طاقت اوراہمیت ہے اوراسلام کے بارے میں ان کا نقطہ نظر کیا ہے۔وہ دنیا اسلام کے مستقبل اور آنے والی اسلامی نسل کیلئے کس حد تک خطرناک ثابت ہوسکتے ہیں کیونکہ ان طاقتوں، تحریکوں اور قیادتوں سے آنکھیں بند کر لینا بہت خطرناک حالات سے دو چار کرسکتا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ زمین اپنی کشادگی کے باوجود تنگ ہوجائے اور جینا مشکل ہوجائے اور مسلمان دین کے باغیوں اور دشمنوں کے رحم وکرم پر غیر اسلامی قانون سازی، اسلامی قوانین میں دخل اندازی اور انکے متعلق شکوک وشبہات کی فضا میں مغربی تہذیب کے زیر سایہ زندگی گذارنے پر مجبور ہوجائیں۔گردوپیش کے رجحانات سے زمانے کی ضرورتوں اور تقاضوں سے اعراض ایک حد تک محدود رہ جانا اسلام کے صحیح فہم کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ اسلام کی دعوت وتبلیغ نشرواشاعت اور نفاذ کیلئے شعور کی بیداری اسکی تربیت حقائق کا ادراک بہت ضروری ہے۔

صورت اسلام میں روح اسلام اور حقیقت اسلام پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔اس وقت امت کی سب سے بڑی احتیاج یہی ہے کہ اسی سے اس کے حالات اوراس امت کے حالات کے نتیجہ میں دنیا کے حالات بدلیں گے، کیونکہ دنیا کے حالات، اس امت کے حالات کے تابع اوراس امت کے حالات حقیقتِ اسلام کے تابع ہیں۔

صحابہ کرام کی زندگی اور انکی زندگی کا انقلاب اور انکی کوششوں سے دنیا کا انقلاب نظر کے سامنے موجود ہے۔مایوس ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں پیچھے مڑ کر دیکھے تاریخ کے سمندر میں آپ کو حقیقت اسلام کے جزیرے بکھرے ہوئے نظر آئیں گے۔

حقیقت اسلام نے ظاہری قرائن وقیاسات کے خلاف حالات اور مخالف طاقتوں پر فتح پائی ہے۔ حقیقت اسلام اور حقیقت ایمان میں آج بھی وہی طاقت ہے جو ابتداء اسلام میں تھی آج اسکے سامنے دریا پایاب ہو سکتے ہیں۔ سمندر میں گھوڑے ڈالے جاسکتے ہیں درندے جنگل چھوڑ کر جاسکتے ہیں۔

بڑی خوش آئند بات ہے کہ ہماری مذہبی وسیاسی قیادت کی طرف سے اس کی طرف پیش رفت ہو رہی ہے چنانچہ عالمی حالات پر گہری نظر رکھنے والے دوراندیش مدبر سیاستدان مولانا فضل الرحمان نے کہا:

''مسلم ممالک متحد ہو کر اسلامی اقوام متحدہ قائم کریں مسلمانوں کے خلاف عالمی سطح پر سازشیں ہو رہی ہیں کفریہ قوتوں کو ان کے دائرہ تک محدود کرنے کا وقت آ گیا ہے۔'' اس لیے آج جو قائد اور ملک اس بیداری کے لیے آواز بلند کرے اس کو خوش آمدید اور ویلکم کہنا چاہیے۔

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی
کل بھی وہی قوم تھی اور آج بھی وہی جو نہیں ہے تو اتحاد نہیں، ایمان نہیں، یقین نہیں

not found.

# معارف الحدیث

مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

**شرم وحیا:** شرم وحیا ایک ایسا اہم فطری اور بنیادی وصف ہے جس کو انسان کی سیرت سازی میں بہت زیادہ دخل ہے یہی وہ وصف اور خلق ہے جو آدمی کو بہت سے برے کاموں اور بری باتوں سے روکتا اور فواحش ومنکرات سے اس کو بچاتا ہے اور اچھے اور شریفانہ کاموں کے لیے آمادہ کرتا ہے الغرض شرم وحیا انسان کی بہت سی خوبیوں کی جڑ بنیاد اور فواحش ومنکرات سے اس کی محافظ ہے۔ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تعلیم وتربیت میں اس پر بہت زیادہ زور دیا ہے۔

اس سلسلہ کے آپ کے چند ارشادات ذیل میں پڑھیے اور اس وصف کو اپنے اندر پیدا کرنے اور ترقی دینے کی کوشش کیجیے:

**عَنْ زَيْدِ بْنِ طَلْحَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ دِيْنٍ خُلُقاً وَخُلُقُ الْاِسْلَامِ الْحَيَاءُ. رَواه مَالكٌ مُرسلاً وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالبيهقى فى شعب الايمان عَنْ اَنَسٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ.**

ترجمہ: زید بن طلحہ سے روایت ہے وہ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ہر دین کا کوئی امتیازی وصف ہوتا ہے اور دین اسلام کا امتیازی وصف حیا ہے۔

(مؤطا امام مالک۔ سنن ابن ماجہ وشعب الایمان للبیہقی)

**تشریح:** مطلب یہ ہے کہ ہر دین اور ہر شریعت میں اخلاق انسانی کے کسی خاص پہلو پر نسبتاً زیادہ زور دیا جاتا ہے اور انسانی زندگی میں اسی کو نمایاں اور غالب کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم اور شریعت میں رحم دلی اور عفو ودرگزر پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے (یہاں تک کہ مسیحی تعلیمات کا مطالعہ کرنیوالے کو صاف محسوس ہوتا ہے کہ رحم دلی اور عفو ودرگزر ہی گویا ان کی شریعت کا مرکزی نقطہ اور ان کی تعلیم کی روح ہے اسی طرح اسلام یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت اور تعلیم میں حیا پر خاص زور دیا گیا ہے۔

یہاں یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ قرآن وحدیث کی اصطلاح میں حیا کا مفہوم بہت وسیع ہے ہمارے عرف اور محاورہ میں تو حیا کا تقاضا اتنا ہی سمجھا جاتا ہے کہ آدمی فواحش سے بچے یعنی شرمناک باتیں اور شرمناک کام کرنے سے پرہیز کرے لیکن قرآن وحدیث کے استعمالات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حیا طبیعت انسانی کی اس کیفیت کا نام ہے کہ ہر

نامناسب بات اور ناپسندیدہ کام سے اس کو انقباض اور اس کے ارتکاب سے اذیت ہو، پھر قرآن و حدیث ہی سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حیا کا تعلق صرف اپنے ابناءِ جنس ہی سے نہیں ہے بلکہ حیا کا سب سے زیادہ مستحق وہ خالق و مالک ہے جس نے بندہ کو وجود بخشا اور جس کی پروردگاری سے وہ ہر آن حصہ پا رہا ہے اور جس کی نگاہ سے اس کا کوئی عمل اور کوئی حال چھپا نہیں ہے۔ اس کو یوں بھی سمجھا جاسکتا ہے کہ شرم و حیا کرنیوالے انسانوں کو سب سے زیادہ شرم و حیا اپنے ماں باپ کی اور اپنے بڑوں اور محسنوں کی ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ سب بڑوں سے بڑا اور سب محسنوں کا محسن ہے لہٰذا بندہ کو سب سے زیادہ شرم و حیا اسی کی ہونی چاہیے اور اس حیا کا تقاضا یہ ہوگا کہ جو کام اور جو بات بھی اللہ تعالیٰ کی مرضی اور اس کے حکم کے خلاف ہو آدمی کی طبیعت اس سے خود انقباض اور اذیت محسوس کرے اور اس سے باز رہے اور جب بندہ کا یہ حال ہو جائے تو اس کی زندگی جیسی پاک اور اس کی سیرت جیسی پسندیدہ اور اللہ کی مرضی کے مطابق ہوگی ظاہر ہے۔

(اس حدیث کو امام مالک رحمہ اللہ نے موطا میں زید بن طلحہ تابعی سے مرسلاً روایت کیا یہ (یعنی ان صحابی کا ذکر نہیں کیا جن سے یہ حدیث زید بن طلحہ کو پہنچی تھی) لیکن ابن ماجہ اور بیہقی نے اس حدیث کو اپنی سند کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو صحابیوں حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے)۔

**عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰى رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ وَ هُوَ يَعِظُ اَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُ فَاِنَّ الْحَيَا ءَ مِنَ الْاِيْمَانِ.** (رواہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر انصار میں سے ایک شخص پر ہوا، اور وہ اس وقت اپنے بھائی کو حیا کے بارہ میں کچھ نصیحت و ملامت کر رہا تھا۔ تو آپ نے اس سے فرمایا کہ: اس کو اس کے حال پر چھوڑ دو کیونکہ حیا تو ایمان کا جزیا ایمان کا پھل ہے۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

تشریح: حدیث کا مطلب یہ ہے کہ انصار میں سے کوئی صاحب تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے شرم و حیا کا وصف خاص طور سے عطا فرمایا تھا جس کا قدرتی نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ اپنے معاملات میں نرم ہوں گے، سخت گیری کے ساتھ لوگوں سے اپنے حقوق کا مطالبہ بھی نہ کرتے ہوں گے اور بہت سے موقعوں پر اسی شرم و حیا کی وجہ سے کھل کر باتیں بھی نہ کر پاتے ہوں گے جیسا کہ اہل حیا کا عموماً حال ہوتا ہے اور ان کے کوئی بھائی تھے جو ان کی اس حالت اور روش کو پسند نہیں کرتے تھے۔ ایک دن یہ بھائی ان صاحبِ حیا بھائی کو اس پر ملامت اور سرزنش کر رہے تھے کہ تم اس قدر شرم و حیا کیوں کرتے ہو، اسی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان دونوں بھائیوں پر گزر ہوا اور آپ نے ان کی باتیں سن کر ملامت و نصیحت کرنے والے بھائی سے ارشاد فرمایا کہ اپنے ان بھائی کو ان کے حال پر چھوڑ دو ان کا یہ حال تو بڑا مبارک حال ہے، شرم و حیا تو ایمان کی ایک شاخ یا

ایمان کا پھل ہے اگر اس کی وجہ سے بالفرض دنیا کے مفادات کچھ فوت بھی ہوتے ہوں تو آخرت کے درجے بے انتہا بڑھتے ہیں۔

**عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَیَاءُ مِنَ الاِیمَانِ وَالاِیمانُ فِی الجنَّةِ وَالبَذَاءُ مِنَ الجفَاءِ وَالجفَاءُ فِی النَّارِ.** (رواہ احمد والترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حیا ایمان کی ایک شاخ ہے (یا ایمان کا ثمرہ ہے) اور ایمان کا مقام جنت ہے اور بے حیائی و بے شرمی بدکاری میں سے ہے اور بدی دوزخ میں لے جانے والی ہے۔ (مسند احمد، جامع ترمذی)

تشریح: اس حدیث میں اور اس سے پہلی حدیث میں بھی جو ''**الحیاء من الایمان**'' فرمایا گیا ہے بظاہر اس کا مطلب یہی ہے کہ شرم وحیا شجر ایمان کی خاص شاخ یا اس کا ثمرہ ہے صحیحین کی ایک دوسری حدیث میں (جو کتاب الایمان میں گذر چکی ہے) فرمایا گیا ہے ''**وَالحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الایمَان**'' (اور حیا ایمان ہی کی ایک شاخ ہے) بہرحال حیا اور ایمان میں یک خاص نسبت اور خاص رشتہ ہے اور یہ سب اسی کی تعبیریں ہیں اور اسی کی ایک تعبیر وہ بھی ہے جو اس سے بعد والی حدیث میں آ رہی ہے۔

**عَنِ ابنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْحَیَاءَ وَالایْمَانَ قُرَنَاءُ جمِیْعاً فَاِذا رُفِعَ اَحَدُ هُمَا رُفِعَ الاٰخَرُ.** (ررواہ البیہقی فی سعب الایمان)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: حیا اور ایمان یہ دونوں ہمیشہ ساتھ اور اکٹھے ہی رہتے ہیں۔ جب ان دونوں میں سے کوئی ایک اٹھالیا جائے تو دوسرا بھی اٹھالیا جاتا ہے۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ ایمان اور حیا میں ایسا گہرا تعلق ہے کہ اگر کسی آدمی یا کسی قوم میں سے ان دونوں میں سے ایک اٹھالیا جائے تو دوسرا بھی اٹھ جائے گا الغرض کسی شخص یا جماعت میں حیاء اور ایمان یا تو دونوں ہوں گے یا دونوں میں سے ایک بھی نہ ہوگا۔

**عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَیَاءُ لَا یَاتِیْ اِلَّا بِخَیْر.**

(رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حیا صرف خیر ہی کو لاتی ہے۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

تشریح: بعض اوقات سرسری نظر میں یہ شبہ ہوتا ہے کہ شرم وحیا کی وجہ سے آدمی کو کبھی کبھی نقصان بھی پہنچ جاتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں اسی شبہ کا ازالہ فرمایا ہے اور آپ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ شرم وحیا کے نتیجہ میں کبھی کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ بلکہ ہمیشہ نفع ہی ہوتا ہے حتیٰ کہ جن مواقع پر ایک عام آدمی کو عامیانہ نقطہ نظر سے نقصان کا شبہ ہوتا ہے وہاں بھی اگر ایمانی اور اسلامی وسیع نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو بجائے نقصان کے نفع ہی نفع نظر آئے گا۔

یہاں بعض لوگوں کو ایک اور بھی شبہ ہوتا ہے اور وہ یہ کہ شرم وحیا کی زیادتی بعض اوقات دینی فرائض ادا کرنے سے بھی رکاوٹ بن جاتی ہے، مثلاً جس آدمی میں شرم وحیا کا مادہ زیادہ ہو وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جیسے فرائض ادا کرنے اور اللہ کے بندوں کو نصیحت کرنے اور مجرموں کو سزا دینے جیسے اعلیٰ دینی کاموں میں بھی ڈھیلا اور کمزور ہوتا ہے۔ لیکن یہ شبہ دراصل ایک مغالطہ پر مبنی ہے انسان کی طبیعت کی جو کیفیت اس قسم کے کاموں کے انجام دینے میں رکاوٹ بنتی ہے وہ دراصل حیا نہیں ہوتی بلکہ وہ اس آدمی کی ایک فطری اور طبعی کمزوری ہوتی ہے لوگ ناواقفی سے اس میں اور حیا میں فرق نہیں کر پاتے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِمَّا اَدْرَکَ النَّاسُ مِنْ کَلَامِ النُّبُوَّۃِ الْاُوْلٰی اِذَا لَمْ تَسْتَحْیِ فَاصْنَعْ مَاشِئْتَ. (رواہ البخاری)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگلی نبوت کی باتوں میں سے لوگوں نے جو کچھ پایا ہے اس میں سے ایک یہ مقولہ بھی ہے کہ ''جب تم میں شرم وحیا نہ ہو، تو پھر جو چاہو کرو''۔ (صحیح بخاری)

تشریح: انبیائے سابقین کی پوری تعلیمات اگرچہ محفوظ نہیں رہیں لیکن ان کی کچھ سچی پکی باتیں ضرب المثل کی طرح ایسی مقبول عام اور مشہور عام ہوگئیں کہ سیکڑوں ہزاروں برس گزرنے پر بھی وہ محفوظ اور زباں زد خلائق رہیں، انھیں میں سے ایک تعلیم یہ بھی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک بطور ضرب المثل لوگوں کی زبان پر چڑھی ہوئی تھی ''اِذَا لَمْ تَسْتَحْیِ فَاصْنَعْ مَاشِئْتَ'' جس کو فارسی میں کہا جاتا ہے ''بے حیا باش وہر چہ خواہی کن'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں تصدیق فرمائی کہ یہ حکیمانہ اور ناصحانہ مقولہ اگلی نبوت کی تعلیمات میں سے ہے۔

(مطبوعہ: معارف الحدیث، ج:۶،ص:۲۸۵......۲۹۰)

# یَغُضُّوا مِنْ اَبْصَارِھِمْ

ابنِ ابوذر حافظ سید محمد معاویہ بخاری

مجددِ خطابت، مجاہدِ ختمِ نُبُوَّت، حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے مرشدِ اوّل حضرت سید پیر مہر علی شاہ صاحب نوّر اللہ مرقدہ کی وفات کے بعد حضرت الشاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ العزیز سے شرف بیعت حاصل کیا تھا حضرت رائے پوری کو شاہ جی سے بے حد محبت تھی چناں چہ اس محبت نے شاہ جی کو حضرت اقدس کے ہاں وہ قرب عطا کیا کہ اسکی مثال نہ تھی حضرت اقدس اپنے اس مریدِ باصفا پر ایسے مہربان تھے کہ بعض اوقات تکلف برطرف ہوجاتا اور حضرت اپنے دل کی باتیں بھی شاہ جی سے فرمالیتے۔ بقول حضرت شاہ جی رحمہ اللہ ایک مجلس میں حضرت اقدس سے تنہا ملاقات کا شرف حاصل ہوا تو کچھ باتیں ان کی ذاتی زندگی کے بارے میں جاننے کا موقع بھی مل گیا۔ حضرت اقدس نے اپنے ابتدائی دور بارے بتایا کہ کس طرح وہ اپنے مرشد قطب عالم حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہ کی خدمت میں پہنچے اور اکتساب فیض کیا۔ دورانِ گفتگو حضرت نے فرمایا کہ رائے پور میں اپنے مرشد حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری کی خدمت میں کم وبیش 14 برس مسلسل قیام رہا ایک دن گھر والوں کی یاد آئی تو مرشد عالم کی خدمت میں عرض کی کہ اجازت ہوتو گھر والوں سے مل آؤں؟ اس درخواست پر ارشاد ہوا۔ مولوی عبدالقادر صاحب ہم نے تو سمجھا تھا کہ آپ کا ساتھ زندگی بھر رہے گا لیکن آپ تو بیچ راستے میں ہی چھوڑے جارہے ہیں۔ فرمایا کہ مرشد کا فرمان سن باندھا ہوا بستر کھول دیا اور حضرت مرشد عالم کی حیات مبارکہ تک دوبارہ کبھی گھر جانے کی اجازت مانگنے کی جسارت نہ ہوئی۔ حضرت مرشدِ عالم کی رحلت کے بعد خانقاہ کی ذمہ داری آن پڑی جب کچھ فراغت ملی تو ایک بار پھر گھر والوں سے ملاقات کا ارادہ کیا۔ ایک طویل مدت کے بعد گھر پہنچے تو سب لوگ ملنے آگئے اسی دوران ایک خاتون آئیں اور روتے ہوئے قریب آکر ملنا چاہا تو ہمیں اس پر تعجب ہوا۔ ہم پیچھے کو ہٹنے لگے تو وہ بولیں کہ بھائی صاحب میں آپ کی چھوٹی بہن ہوں......اس پر شاہ جی نے عرض کیا، حضرت وہ آپ کی ہمشیرہ تھیں اور آپ نے انہیں پہچانا نہیں؟ حضرت اقدس نے فرمایا......ارے بھائی شاہ جی بات یہ ہے کہ ہم نے بچپن میں بھی نظر اٹھا کر اپنی ہمشیرہ کا چہرہ کبھی نہیں دیکھا تھا۔

اپنے فرزندِ ارجمند مولانا سید ابوذر بخاری کو یہ واقعہ سناتے ہوئے حضرت شاہ جی رو پڑے اور فرمایا! حافظ جی ہمارے حضرت کو اللہ تعالیٰ نے یونہی نہیں ایسا بلند مقام عطا فرمایا تھا حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ایسے بے مثال لوگ موجود ہیں جو قرآنِ مجید کے اس حکم **یغضوا من ابصار ھم** ... پر اس طرح عمل پیرا ہیں کہ بچپن سے جوانی تک نگاہ اٹھا کر اپنی ہمشیرہ کو نہیں دیکھا......**ذَالِک فضل اللّٰہ یؤتیه من یشآء.**

# برف پگھل رہی ہے

پروفیسر محمد حمزہ نعیم

ایک شخص نے برف خریدی، ادائیگی کر دی مگر برف کے ٹکڑے کو ادھر ادھر پلٹ کر دیکھنے لگا۔ ساتھ کھڑے ایک عقل مند نے پوچھا بھائی! کیا دیکھ رہے ہو۔ اس نے کہا میں نے پیسے تو اس سارے ٹکڑے کے دیے ہیں مگر مجھے لگ رہا ہے کہ یہ پگھل رہی ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں یہ کہاں سے پگھل رہی ہے؟ پتا ہی نہیں چل رہا۔ یہ لطیفہ نہیں حقیقت ہے۔ اگر برف سے فائدہ نہیں اٹھالیا گیا تو گھر پہنچنے تک بہت سی پگھل چکی ہوگی اور اگر گھر دور ہوا تو پھر تو بہت احتیاط کرنا پڑے گی۔

اچھے وقتوں کی بات ہے ایک آدمی اپنی ریڑھی پر برف بیچ رہا تھا۔ وہ آواز لگا رہا تھا: اِرْحَمُوْا مَنْ یَذُوْبُ رَأْسُ مَالِہٖ۔ لوگو! اس شخص کے حال پر ترس کھاؤ جس کا راس المال ہی پگھلتا جارہا ہے ایک اللہ والا پاس سے گزر رہا تھا وہ تڑپ گیا، اس پر حال طاری ہوگیا۔ عقیدت مند ہمراہ تھے۔ وہ بھی اپنے حضرت کی کیفیت سے متاثر ہوئے مگر عرض کیا حضرت وہ تو برف کی بات کر رہا ہے۔ فرمایا نادانو! وہ میری زندگی کی بات کر رہا ہے اس کی برف تو چند ٹکوں کی ہے۔ مگر میری زندگی میرا سرمایہ لاکھوں کروڑوں کا نہیں، بے حساب بے بہا خزانہ ہے یہ برف سے زیادہ تیزی کے ساتھ پگھلتا جارہا ہے۔ آخرت کی نہ ختم ہونے والی زندگی کی بنیاد یہی زندگی کی چند گھڑیاں ہیں۔ خالق محبوب نے فرمادیا ہے وَمَنْ یَّشْرِیْ نَفْسَہُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰہِ، اللہ کی رضا کے لیے اپنی یہ متاع حیات اس کے ہاتھ بیچ دو۔ دنیوی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے۔ جو کوئی سرکشی کی راہ اختیار کرے اور دنیوی زندگی (کی آسائشوں) کو ترجیح دے تو بے شک اس کا انجام کار ٹھکانا بھڑکتی آگ ہے اور جو کوئی اپنے رب کے حضور حاضری سے ڈرا اور نفسانی خواہشات (کی پیروی) سے بچ گیا تو بلاشبہ جنت (اور اس کا ہمیشہ رہنے والا عیش وآرام) اس کا ٹھکانا ہے۔ میرے عزیزو! خاتم النبیین خاتم المعصومین صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری اس کے مقدس اصحاب کی پیروی اور آخری ہادی ومہدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نمائندہ علماء و اولیاء کی رہنمائی میں یہ چند گھڑیاں گزرالو۔ اَلدُّنْیَا سَاعَۃٌ وَلَنَا فِیْھَا طَاعَۃٌ دنیا حقیقت میں ایک گھڑی وقت ہے اور ہم ان شاء اللہ ضرور اسے اللہ اور رسول کی فرمانبرداری میں گزاریں گے۔ میرے عزیزو! اب قیامت تک کوئی نبی کوئی رسول نہ آئے گا۔ ہدایت واضح ہوچکی۔ جس کی مرضی ہو مان کر چلے اور جس کی مرضی ہو انکار کردے مگر خوب غور کرلے۔ برف پگھل جائے گی تو واپس نہ آئے گی۔ زندگی کے لمحات گزر جائیں گے تو اللہ کے ہاں آہ وزاری بھی کام نہ آئے گی وہاں کہے گا رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّیْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَکْتُ جواب ملے گا کَلَّا اِنَّھَا کَلِمَۃٌ ھُوَ قَآئِلُھَا۔ میرے رب مجھے واپس کردے۔ اب اچھے اعمال کروں گا مگر جواب ہوگا، دنیا ختم ہوچکی واپسی ممکن نہیں اور ویسے بھی تو گپ لگا رہا ہے۔ جو تو پہلے کرتا تھا اب بھی وہی کرے گا۔ اور دوسری طرف فرمانبرداروں کو پکارہوگی ''اے نفس مطمئنہ، اے میرے بندوں میں داخل ہوجا، میری جنت میں داخل ہوجا یہ تیرے ہی لیے ہے۔

# احادیث نزول عیسیٰ بن مریم علیہا السلام اور منکرات حدیث کے اعتراضات کا علمی جائزہ (قسط:۱۱)

حافظ عبیداللہ

اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم ''اسحاق بن راہویہ''، ''اسحاق بن منصور'' اور صحیح بخاری کی اس حدیث کے دیگر راویوں کا مختصر تعارف بھی کتب اسماء الرجال سے کرادیں:

**اسحاق بن ابراھیم بن مخلد ابو یعقوب (ابن راھویہ)**

امام ذہبی نے ان کا تعارف یوں کراتے ہیں: ''**ھو الامام الکبیر، شیخ المشرق، سید الحُفّاظ** '' وہ بڑے امام، شیخِ مشرق، اور حفاظ حدیث کے سردار تھے۔ پھر لکھتے ہیں کہ ان کی ولادت سنہ 161ھ میں ہوئی۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا: ''اسحاق بن راہویہ جیسا دنیا میں کوئی نہیں''، نیز ایک بار اُن سے اسحاق بن راہویہ کے بارے میں رائے پوچھی گئی تو امام احمد نے فرمایا: ''کیا اسحاق جیسے لوگوں کے بارے میں بھی سوال کیا جاسکتا ہے؟ اسحاق تو ہمارے نزدیک امام ہیں''۔ امام ابن خزیمہ نے فرمایا: ''اگر اسحاق بن راہویہ تابعین میں ہوتے تو ان کے حافظے، علم اور فقہ کو تابعین بھی تسلیم کرتے''۔ امام نسائی نے کہا: ''اسحاق تو اماموں میں سے ایک امام، ثقہ اور مامون ہیں''۔ امام حاکم کہتے ہیں: ''اسحاق بن راہویہ حفظ اور فتویٰ میں اپنے زمانے کے امام تھے، وہ اصل میں مروزی تھے لیکن سنہ 184ھ میں جب ان کی عمر 23 سال کے قریب تھی وہ عراق چلے گئے تھے''۔ ابو محمد دارمی نے کہا: ''اسحاق صدق وسچائی میں اہل مشرق واہل مغرب کے سردار ہیں''۔ ابو حاتم کہتے ہیں کہ: ''میں نے زمانے میں احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ جیسا نہیں دیکھا''۔ امام ابو زرعہ کے سامنے اسحاق بن راہویہ کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: ''اسحاق جیسے حافظہ والا اور کوئی نہیں دیکھا گیا''۔ محمد بن یحییٰ ذہلی کہتے ہیں کہ: ''سنہ 199ھ کی بات ہے کہ بغداد کے محلّہ رصافہ میں بڑے بڑے محدثین جمع ہوئے جن میں امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین بھی تھے، اس مجلس کی صدارت اسحاق بن راہویہ فرما رہے تھے''۔ ابن حبان نے کہا کہ: ''اسحاق بن راہویہ اپنے زمانے کے فقہ، علم اور حفظ حدیث کے سردار تھے''۔ حافظ ابن حجر نے ان کے بارے میں لکھا کہ: ''**أحد الأئمہ طاف البلاد**'' اماموں میں سے ایک امام ہیں اور مختلف ممالک میں گومتے رہے۔

(ملخصاً: سیر اعلام النبلاء، ج11 ص358 / تھذیب التھذیب، ج1 ص216)

**فائدہ**: امام بخاریؒ کے صحیح بخاری لکھنے کی وجہ اسحاق بن راہویہؒ ہی بنے تھے، چنانچہ علماء حدیث نے امام بخاریؒ سے نقل کیا

ہے کہ آپ نے فرمایا:

''ہم اسحاق بن راہویہؒ کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ نے فرمایا: کیا ہی اچھا ہو کہ کوئی نبی کریم ﷺ کی سنتوں پر مشتمل ایسی مختصر کتاب لکھ دے جس میں صرف صحیح احادیث جمع کی جائیں (امام بخاری فرماتے ہیں) یہ بات میرے دل میں گھر کر گئی پس میں نے الجامع الصحیح (صحیح بخاری) تالیف کرنا شروع کر دی''۔

(هدي الساري مقدمة فتح الباری، ج1ص7/تدریب الراوي ج1ص117 دارالعاصمۃ۔الریاض)

**<u>اسحاق بن منصور بن بَهرام المروزي ابو یعقوب (الكوسج)</u>**

امام ذہبی نے ان کا تعارف یوں کراتے ہیں: ''**الامام الفقیه الحافظ الحجة**'' امام، فقیہ، حافظ حدیث اور حجت۔ امام مسلم کہتے ہیں: ''وہ ثقہ اور مامون ہیں''۔ امام نسائی نے بھی انہیں ''ثقہ'' کہا۔ ابو حاتم نے انہیں ''صدوق'' (سچا) کہا۔ عثمان بن ابی شیبہ نے انہیں ''ثقہ اور صدوق'' کہا۔ ابن حبان اور ابن شاہین نے انہیں ''ثقہ'' لوگوں میں شمار کیا ہے۔ یہ امام احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین اور اسحاق بن راہویہ کے شاگرد ہیں۔ (یاد رہے کہ احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین بغداد میں رہتے تھے۔ ناقل)۔ (ملخصاً: سیر اعلام النبلاء، ج12ص258/تهذیب التهذیب، ج1ص249)

**<u>یعقوب بن ابراهیم بن سعد</u>**: ان کا تعارف حدیث نمبر 2 کے راویوں میں ہو چکا۔

**<u>ابراهیم بن سعد بن ابراهیم</u>**: ان کا تعارف بھی گزر چکا۔

**<u>صالح بن کیسان المدني</u>**: حدیث نمبر 2 کے ضمن میں ان کا تعارف بھی ہو چکا۔

**حدیث نمبر 5 :**

''(امام بخاریؒ فرماتے ہیں) بیان کیا ہم سے (یحییٰ) بن بُکیر نے، وہ کہتے ہیں ہم سے بیان کیا لیث (بن سعد) نے، اُن سے یونس (بن یزید) نے، اُن سے ابن شهاب (زهری) نے، اُن سے ابوقتادہ انصاریؓ کے غلام نافع نے، اور اُن سے حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارا اُس وقت کیا حال ہوگا جب (عیسیٰ) بن مریم تُم میں اتریں گے اور اُس وقت تمہارا امام تم ہی میں سے ہوگا۔ اس روایت کی متابعت عقیل اور اوزاعی نے کی ہے۔'' (صحیح البخاری، حدیث نمبر 3449)

**فائدہ نمبر 1**: امام بخاری نے یہ حدیث بیان کرنے کے بعد جو فرمایا ہے کہ ''عقیل اور اوزاعی نے اس کی متابعت کی ہے'' اس کا مطلب ہے کہ امام زہری سے یہ حدیث یونس بن یزید کے علاوہ عبدالرحمن بن عمرو الأوزاعي او عقیل بن خالدبن عقیل نے بھی روایت کی ہے۔ چنانچہ حافظ محمد بن اسحاقؒ بن یحییٰ بن مندہ (متوفی 395ھ) نے اوزاعی اور عقیل کی سند کے ساتھ یہ حدیث موصولاً بیان کی ہے۔

(کتاب الایمان لابن مندة، ج1 صفحہ 515 تا 516، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)

**فائدہ نمبر 2**: اسی حدیث کو ابنِ حِبان نے اپنی صحیح میں بھی روایت کیا ہے جس میں ابن شہاب زہری سے روایت کرنے والے امام اوزاعی ہیں، اور امام زہری نے ''عن'' کے بجائے تصریح کی ہے کہ ''نافع مولی ابی قتادہ نے انہیں خبر دی ہے'' (صحیح ابن حبان، حدیث نمبر: 6802، ج15 ص213، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)۔

## راویوں کا تعارف:

**یحییٰ بن عبداللّٰہ بن بُکیر ابو زکریّا**

امام ذہبی نے ان کا تعارف یوں کرایا ہے: ''**الامام المحدّث الحافظُ الصدوق**'' امام، محدّث، حافظ حدیث اور سچے۔ نیز لکھتے ہیں: ''**احتجّ بہ الشیخان و ذکرہ ابن حِبان فی الثقات**'' شیخان (امام بخاری و امام مسلم) کے نزدیک یہ حجت ہیں، اور ابن حبان نے انہیں ثقہ لوگوں میں شمار کیا ہے۔ امام ساجی کہتے ہیں: ''**ھو صدوق**'' وہ سچے ہیں۔ ابن عدی کہتے ہیں کہ: ''یہ لیث بن سعد کے پڑوسی تھے، اور لیث بن سعد سے روایت کرنے والوں میں سب سے زیادہ پکے اور قابل اعتماد یہی ہیں''۔ خلیلی کہتے ہیں کہ: ''**کان ثقۃ**'' آپ ثقہ تھے۔ امام ابوداود نے یحییٰ بن معین سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ''ابوصالح کی کتابیں زیادہ ہیں لیکن ابن بکیر حافظے میں ان سے بڑھ کر ہیں''۔ ابن قانع نے بھی کہا: ''یہ ثقہ ہیں''۔ البتہ ابوحاتم سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: ''**یُکتب حدیثہ و لا یُحتج بہ**'' ان کی حدیث لکھ لی جائے لیکن وہ (اکیلے) حجت نہیں۔ امام نسائی سے منقول ہے کہ انہوں نے یحییٰ بن بکیر کے بارے میں کہا کہ یہ ضعیف ہیں (جس کا ایک خاص سبب تھا جو آگے بیان ہوگا۔ ناقل)۔

(ملخصاً: سیر اعلام النبلاء، ج612 / تہذیب التہذیب، ج11 ص237)

## تمنائی اعتراضات اور مغالطے:

آپ نے دیکھا کہ امام بخاری و مسلم دونوں کے نزدیک یہ ثقہ اور حجت ہیں، اور امام بخاری و مسلم اپنی جگہ حدیث اور رجال کے امام ہیں۔ نیز امام ساجی، ابن حبان، ابن عدی اور خلیلی نے بھی انہیں قابل اعتماد قرار دیا ہے، امام ابوحاتم نے بھی انہیں ''ضعیف'' نہیں کہا، بلکہ ان کی حدیث لکھنے کی اجازت دی ہے۔ ہاں البتہ امام نسائی نے (جو کہ امام بخاری و مسلم کے شاگردوں میں سے ہیں) انہیں ''ضعیف'' کہا ہے۔ لیکن نہ جانے عمادی صاحب پر یہ ''وحی'' کب نازل ہوئی کہ چونکہ یحییٰ بن بکیر امام بخاری کے استاد تھے اس لئے بعض نے بخیال امام بخاری انہیں ثقہ لکھ دیا، اور اگر کسی نے جرح بھی کی تو دبے الفاظ میں کی''۔ ورنہ یہ بات کسی نے نہیں لکھی کہ جنہوں نے یحییٰ بن بکیر کی توثیق کی ہے وہ اس لئے کی ہے کیونکہ یہ امام بخاری کے استاد ہیں۔

دوسری دلیل عمادی صاحب نے یہ بڑھا چڑھا کر پیش کی ہے کہ چونکہ یحییٰ بن بکیر نے ''موطّا امام مالک'' کا سماع ''حبیب بن ابی حبیب'' کے واسطے سے کیا ہے (یہ بات بھی مختلف فیہ ہے۔ ناقل) اور حبیب بن ابی حبیب ضعیف اور

نا قابل اعتماد ہے لہٰذا یحییٰ بن بکیر بھی قابل اعتماد نہیں۔ اب ان ''محدث العصر'' کو کون سمجھائے کہ اگر حبیب بن ابی حبیب ضعیف ہے تو اس سے یحییٰ بن بکیر کیسے ضعیف ہو گئے؟ اگر کسی سند میں کوئی راوی خود ثقہ ہو لیکن جس نے اُس سے روایت بیان کی وہ ضعیف ہو تو کیا اس کی وجہ سے وہ ثقہ راوی بھی ضعیف ہو جائے گا؟۔

آیئے ہم آپ کو ''پوری حقیقت'' بتاتے ہیں، جن چند حضرات نے یحییٰ بن بُکیر پر جرح کی ہے وہ صرف ان کی امام مالک سے روایت کردہ احادیث کی حد تک ہے، اور اس جرح کا سبب یحییٰ بن بکیر نہیں بلکہ امام مالک کے کاتب ''حبیب بن ابی حبیب'' ہیں، اس کی مزید وضاحت مندرجہ ذیل حوالہ جات سے ہوتی ہے:۔

قاضی عیاض بن موسیٰ السبتی مالکیؒ (متوفی 544ھ) لکھتے ہیں:

''**وقد ضعّف أئمة الصنعة رواية من سمِع الموطأ علی مالک بقراء ة حبيب کاتبه، لضعفه عندهم**'' علم حدیث کے ائمہ نے موطا امام مالک کی اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے جو امام مالک کے کاتب ''حبیب'' کے ذریعے سے ہے کیونکہ حبیب ان کے ہاں ضعیف ہے۔ (پھر ذرا آگے لکھتے ہیں) ''**ولهذه العِلّة لم يُخرِّج البخاري من حديث ابن بکير عن مالک اِلا القليل وأکثر عنه عن الليث، قالوا: لأن سماعه کان بقراء ة حبيب**'' یہی وجہ ہے کہ امام بخاری، ابن بکیر کی امام مالک سے روایت کردہ احادیث بہت ہی کم لائے ہیں اور ان کی ''لیث بن سعد'' سے بیان کردہ احادیث بہت زیادہ لائے ہیں، کیونکہ کہا جاتا ہے کہ ان کا (موطا مالک) کا سماع حبیب کے واسطے سے ہے۔ (الاِلماع الی معرفة اصول الرواية والسماع، ص77، دارالتراث۔القاہرۃ)

حافظ ابن حجرؒ نے بھی اسی بات کی طرف یوں اشارہ کیا ہے:

''**ثقة فی الليث، وتکلموا فی سماعه من مالک**'' (یحییٰ بن بکیر) جو روایت لیث بن سعد سے کریں اس میں ثقہ ہیں، البتہ امام مالک سے ان کے سماع کے بارے میں کلام کیا گیا ہے (اور یہ کلام حبیب بن ابی حبیب کے ضعف کی وجہ سے ہے نہ کہ یحییٰ بن بکیر کی وجہ سے۔ ناقل)۔ (تقريب التهذيب، ص592، دارالرشید۔حلب)

اور ہماری زیر بحث صحیح بخاری کی روایت یحییٰ بن بکیر نے ''لیث بن سعد'' سے روایت کی ہے نہ کہ امام مالک سے لہٰذا اس روایت میں ''حبیب بن ابی حبیب'' کا قصہ چھیڑنے کا مقصد صرف مغالطہ دینا ہے اور کچھ نہیں۔

اب رہی یہ بات کہ امام نسائی نے (جو کہ امام بخاری ومسلم کے شاگردوں میں ہیں) یحییٰ بن بکیر کو ضعیف کہا ہے، تو عرض ہے کہ یحییٰ بن بکیر تو امام بخاری کے استاد ہیں، اور امام بخاری اپنے استاد کے بارے میں زیادہ بہتر جانتے ہیں یا وہ جو امام بخاری کے بھی شاگرد ہیں؟، پھر آیئے امام نسائی کی اس تضعیف پر امام ذہبی کا تبصرہ پڑھ لیں، لکھتے ہیں:

''**قلتُ: کان غزير العلم، عارفاً بالحديث، وأيام الناس، بصيراً بالفتوی، صادقاً دَيِّناً، وما أدري ما لاح للنسائي منه حتی ضعّفه، وقال مرة: ليس بثقة، وهذا جرح مردود، فقد احتج به الشيخان، وما**

علمتُ له حديثاً مُنكراً حتى أورده، وقد قال أسلم بن عبدالعزيز : حدّثنا يحيىٰ بن مَخلَد أن يحييٰ بن بكير سمِع الموطأ من مالك سبع عشرة مرة '' میں (ذہبی) کہتا ہوں: وہ (یحییٰ بن بکیر) بہت زیادہ علم والے، حدیث کی پہچان رکھنے والے، فتویٰ میں ماہر، سچے اور دین دار تھے، میں نہیں جانتا کہ (امام) نسائی کو کیا ضرورت پیش آئی کہ انہیں ضعیف قرار دے دیا، اور کبھی یہ کہا کہ وہ ثقہ نہیں ہیں، (امام نسائی کی) یہ جرح قابل قبول نہیں، کیونکہ شیخان (بخاری ومسلم) نے یحییٰ بن بکیر سے حجت پکڑی ہے، اور میرے علم میں اُن کی کوئی منکر حدیث نہیں جسے میں پیش کرسکوں، اسلم بن عبدالعزیز کہتے ہیں کہ ہم سے یحییٰ بن مَخلَد نے بیان کیا کہ یحییٰ بن بکیر نے امام مالک سے سترہ بار موطأ کا سماع کیا ہے۔

(سیر اعلام النبلاء، ج10، ص614، مؤسسۃ الرسالۃ)

لیجیے! امام ذہبی نے تو اس قصہ کا بھی خاتمہ کردیا کہ یحییٰ بن بکیر نے صرف ''حبیب بن ابی حبیب'' کے واسطے ہی سے موطأ مالک کا سماع کیا ہے، نیز امام نسائی کی غیر مفسر جرح کو بھی رد کردیا۔

عمادی صاحب نے امام بخاری کی تاریخ صغیر کے حوالے سے بھی ایک مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے کہ انہوں نے لکھا ہے ''ابن بکیر نے تاریخ میں جو کچھ اہل حجاز سے روایت کیا ہے میں اس کی نفی کرتا ہوں''، غور کریں یہاں ایک تو ''تاریخ'' کی بات ہے ''حدیث'' کی نہیں، نیز اس تاریخ کی جو اہل حجاز سے روایت کریں، امام بخاری کی اس نفی کا تعلق یحییٰ بن بکیر کے ضعیف یا ناقابل اعتبار ہونے سے نہیں بلکہ جن اہل حجاز سے وہ تاریخ روایت کریں ان کے ضعف کے ساتھ ہے، اگر امام بخاری کے نزدیک یہ ضعف ان میں ہوتا تو وہ اپنی صحیح میں کبھی بھی ان سے روایت نہ کرتے۔

باقی رہی امام ابوحاتم کی یہ بات کہ ''ان کی حدیث لکھ لی جائے لیکن وہ حجت نہیں'' اگر اسے قبول بھی کرلیا جائے تو اس کا مطلب یہی ہے کہ وہ اکیلے حجت نہیں، ہم نے نزول عیسیٰ کی احادیث کے بہت سے شواہد ومتابعات مختلف اسناد کے ساتھ پہلے ہی ذکر کردیے ہیں، چنانچہ یہی حدیث امام مسلم نے بھی روایت کی ہے ایک دوسری سند کے ساتھ جس میں ''یحییٰ بن بکیر'' نہیں جو حدیث نمبر6 کے عنوان سے آگے آرہی ہے۔

<u>**لیث بن سعد بن عبدالرحمن الفهمي المصري**</u>

ان کا تعارف تو حدیث نمبر 1 کے تحت گزر چکا، خود تمنا عمادی صاحب اقرار بھی کرتے ہیں کہ لیث بن سعد کا دامنِ وثاقت جرح سے آلودہ نہیں، لیکن چونکہ اپنی عادت سے مجبور ہیں اس لئے اپنی تمنائی جرح یوں کرتے ہیں کہ: ''اب لیث بن سعد بن عبدالرحمٰن الفہمی کے دامن وثاقت کے آلودہ جرح نہ ہونے سے دھوکا نہ کھانا چاہیے، لیکن یادر ہے کہ یہ باوجود اپنی وثاقت وصداقت کے شیوخ کے انتخاب میں اور حدیثوں کے سننے میں تساہل برتتے تھے''۔

(انتظارِ مہدی ومسیح، ص183)

عمادی صاحب کے پاس کاغذ کی کشتی کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں، خود لیث بن سعد کو ثقہ بھی تسلیم کرتے ہیں لیکن

جرح بھی ضرور کرنی ہے، بقول شاعر:

کیے لاکھوں ستم اِس پیار میں بھی آپ نے ہم پر خدانخواستہ گر خشمگیں ہوتے تو کیا ہوتا

یونس بن یزید اور ابن شہاب زھری دونوں کا تعارف ہو چکا۔

نافع بن عباس الأقرع (ویُقال بن عیاش) أبو محمد مولیٰ ابي قتادة

ابن حبان نے انہیں ثقہ لوگوں میں شمار کیا ہے اور کہا ہے کہ: ''یہ ایک عورت عقیلة بنت طالق الغفاریة کے (آزاد کردہ) غلام تھے، انہی کو نافع مولیٰ ابی قتادہ بھی کہا جاتا ہے، حقیقت میں یہ ابوقتادہ کے غلام نہ تھے'' (بلکہ صرف ان کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے تھے، خود عمادی صاحب نے بھی لکھا ہے کہ ''مولیٰ ابي قتادة'' میں ''مولیٰ'' غالباً بمعنی رفیق اور دوست کے ہے۔ ناقل)۔ کچھ لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ مولیٰ عقیلہ اور مولیٰ ابی قتادہ دونوں الگ الگ شخصیات ہیں، لیکن حافظ ابن حجر کے خیال میں ابن حبان کی بات درست معلوم ہوتی ہے کہ یہ دونوں ایک ہی ہیں۔ امام نسائی نے کہا ہے کہ: ''نافع مولیٰ ابی قتادۃ ثقہ ہیں''۔ ابن شاہین نے بھی انہیں ثقہ لوگوں میں شمار کیا ہے۔ امام احمد بن حنبل نے کہا ہے کہ یہ معروف شخصیت ہیں۔ امام عجلی نے کہا ہے: ''یہ مدنی تابعی اور ثقہ ہیں''۔ ابن سعد نے کہا ہے کہ: ''ان سے بہت کم حدیثیں مروی ہیں''۔ (اِن سے 9 کے قریب احادیث صحیح بخاری و صحیح مسلم سمیت کتب حدیث میں موجود ہیں۔ ناقل)۔ حافظ ابن حجر نے انہیں ''ثقہ'' لکھا ہے۔

(تهذیب التهذیب، ج10 ص405 /تقریب التهذیب، ص558 /معرفة الثقات للعجلي، ج2 ص310)

**حدیث نمبر 6:**

اسی مذکورہ بالا حدیث کو امام مسلم نے اپنی سند کے ساتھ یوں ذکر کیا ہے:

''بیان کیا مجھ سے حرملة بن یحییٰ نے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی (عبداللّٰہ) بن وھب نے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی یونس (بن یزید) نے، اُن سے بیان کیا ابن شھاب (زھری) نے، انہوں نے کہا مجھے خبر دی ابوقتادہ انصاریؓ کے غلام نافع نے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا: اس وقت تمہارا حال کیا ہوگا جب (عیسیٰ) بن مریم تم میں نازل ہوں گے اور اُس وقت تمہارا امام تم ہی میں سے ہوگا''۔

(صحیح مسلم، ح 244(155)، باب نزول عیسیٰ بن مریم حاکماً بشریعة نبینا ﷺ)

**فائدہ:** صحیح مسلم کی اس حدیث کی سند میں مذکور تمام راویوں کا تعارف پہلے ہو چکا۔

**حدیث نمبر 7:**

اسی حدیث کو امام مسلم نے ایک اور سند کے ساتھ یوں روایت فرمایا ہے:

''ہم سے بیان کیا زھیر بن حرب نے، (وہ کہتے ہیں) مجھ سے بیان کیا ولید بن مسلم نے، (وہ کہتے ہیں) ہم سے بیان کیا ابن ابي ذئب نے، اُن سے ابن شھاب (زہری) نے، اُن سے ابوقتادہ انصاریؓ کے غلام نافع

نے ، اور اُن سے حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اُس وقت تمہارا حال کیا ہوگا جب (عیسیٰ) بن مریم تم میں اتریں گے...... **فَأَمَّكُم منكم** ...... پس امامت کریں کے تمہاری تم ہی میں سے۔ (ولید بن مسلم کہتے ہیں) میں نے ابن ابی ذئب سے کہا: اوزاعی نے تو زہری اور نافع کے واسطے سے حضرت ابو ہریرہؓ سے یہ الفاظ نقل کیے ہیں کہ **وَإِمَامُكم مِنكُم**: اُس وقت تمہارا امام تم ہی میں سے ایک شخص ہوگا (اور آپ جو الفاظ بیان فرما رہے ہیں اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ امام حضرت عیسیٰ بن مریم ہی ہوں گے ) تو ابن ابی ذئب نے فرمایا: کیا تمہیں پتہ ہے ’’**فأمكم منكم**‘‘ کا کیا مطلب ہے؟ ، میں نے کہا آپ بتا دیجیے، تو انہوں نے فرمایا: اس کا مطلب ہے کہ حضرت عیسیٰ ◆ تمہارے رب کی کتاب اور تمہارے نبی ﷺ کی سنت کے مطابق تمہاری راہنمائی فرمائیں گے۔‘‘

(**صحیح مسلم،** ح246(155)، باب نزول عیسیٰ بن مریم حاکماً بشریعة نبینا ﷺ)

**فائدہ**: اسی حدیث کو امام ابن حبان نے اپنی سند کے ساتھ یوں بیان فرمایا ہے ’’خبر دی ہم کو **عبداللّٰہ بن محمد بن سلم** نے ، وہ کہتے ہیں ہم سے بیان کیا **عبدالرحمن بن ابراهيم** نے ، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا **وليد بن مسلم** نے ، وہ کہتے ہیں ’’**حدّثنا الأوزاعي**‘‘ ہم سے بیان کیا (**عبدالرحمن بن عمرو) اوزاعی** نے ، اُن سے **ابن شهاب (زهری)** نے ، وہ کہتے ہیں کہ انہیں خبر دی ابو قتادہ انصاریؓ کے غلام **نافع** نے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اُس وقت تمہارا حال کیا ہوگا جب (عیسیٰ) بن مریم تم میں نازل ہوں گے اور (اُس وقت ) تمہارا امام تم ہی میں سے ہوگا۔‘‘

(صحیح ابن حبان ، حدیث نمبر 6802، ج15 ص213، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت)

جاری ہے

2017.JPG not found.

# نعت

پروفیسر محمد اکرام تائبؔ

بات بگڑی بنانے کی باتیں کریں
کُوئے طیبہ میں جانے کی باتیں کریں

سبز گنبد، سنہری کلس کی جھلک
پیاس دل کی بجھانے کی باتیں کریں

جب وحسنِ مجسم تھا جلوہ نما
اس گھڑی اس زمانے کی باتیں کریں

جس کے درکا ہے دربان روح الامیں
اس نبی کے گھرانے کی باتیں کریں

جب مدینے میں آمد ہوئی آپ کی
مل کے وہ گیت گانے کی باتیں کریں

پھول چن چن کے تائبؔ عقیدت کے اب
دل کی دنیا سجانے کی باتیں کریں

# نعت

پروفیسر خالد شبیر احمد

اشک نایاب سے آنکھوں کو منور رکھا
اُن کی خوشبو سے دل و جاں کو معتبر رکھا

دل کے آنگن میں میرے کیف کے بادل چھائے
طشت میں یاد کی جب اشک کا گوہر رکھا

اُن کی نسبت سے زمانے میں موقر ٹھہرا
اَوج پہ خوب میرا رب نے مقدر رکھا

دل میں سرکار کی الفت کی ...... دنیا
میں نے ہر سانس کو ہر آن معطر رکھا

میری پلکوں پہ فروزاں ہے دیار طیبہ
میں نے پلکوں پہ ہے گھر ان کا سجا کر رکھا

شکر ایزد کہ نکھر آئیں ہیں یادیں اُن کی
چشم میں ہے مدینے کا جو منظر رکھا

میں نے لفظوں میں پروئے ہیں وِلا کے موتی
شعلۂ درد کو یوں شوق کا ہمسر رکھا

دیکھیں کب آتا ہے طیبہ سے بلاوا مجھ کو
ہجر کا تارِ رگ جاں پہ ہے نشتر رکھا

اُن کے الطاف سے سرمست ہوں میں بھی دل بھی
شوق میں اپنے وِلا کا ہے جو اخگر رکھا

غنچۂ شوق کھلا رہتا رہتا ہے ہر دم خالدؔ
صدفِ دل میں ہے اخلاص کا جوہر رکھا

# منقبت در مدحِ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

محمد سلمان قریشی

یہ دربارِ رسالتؐ ہے یہاں ایسا نہیں ہو گا
کوئی اصحابؓ میں صدیقؓ سے اونچا نہیں ہو گا

نبیؐ کا یہ مصلیٰ ہے یہاں صدیقؓ ہی ہوں گے
منافق جو بھی چاہیں گے یہاں ویسا نہیں ہو گا

نبیؐ نے یہ کیا ثابت امامت اُن سے کروا کر
جہاں موجود یہ ہوں گے کوئی پہلا نہیں ہو گا

ہے کس میں دم اُٹھا پائے کہ یہ بارِ خلافت ہے
نیابت میں میرے آقاؐ کی ان جیسا نہیں ہو گا

وراثت علم آقاؐ کی فدک تو وقفِ امت ہے
یہ حق ہے اہلِ ایماں کا کبھی آدھا نہیں ہو گا

نبیؐ کے عہد میں جو دی زکوٰۃ اب بھی وہ تم دو گے
رہے انکار پر قائم تو پھر اچھا نہیں ہو گا

جو ہیں صدیقؓ کے دشمن نہ کرنا اعتبار اُن کا
جو رس ہو نیم کا لوگو! کبھی میٹھا نہیں ہو گا

نہیں صدیقؓ کی عظمت کے جو قائل وہ یہ سُن لیں
خدا نے جس کو عزت دی کبھی چھوٹا نہیں ہو گا

نبیؐ کے حکم پر سب کچھ کیا قربان خوش ہو کر
وفاداری میں اب اُن سے سوا پیدا نہیں ہو گا

وفا صدیقِ اکبرؓ سے کرو جنت ہی جنت ہے
کہ اُن کا چاہنے والا کبھی رُسوا نہیں ہو گا

# عشق کے قیدی

(قسط:۷)

ظفر جی

## تیسری ملاقات

16 فروری....1953ء گورنر ہاؤس لاہور

ٹھنڈی سیاہ رات میں ہم گورنمنٹ ہاؤس کا دروازہ کھٹکھٹا رہے تھے۔کافی دیر بعد بغلی چیک پوسٹ کی کھڑکی سے ایک اَردلی نے سر باہر نکالا۔

"کِنوں مِلناں جے؟ "

(کس سے ملنا ہے)

"وزیراعظم صاحب کو" مولانا ابوالحسنات نے کہا۔

"خیریت اے؟ ایس ویلے؟ "

(خیریت ہے، اس وقت!)

"وزیراعظم کو بتادیں کہ مجلس عمل کا وفد آیا ہے۔ "

سنتری کھڑکی بند کر کے اندر گیا۔تقریباً دس منٹ بعد کھڑکی دوبارہ کھلی۔

"اپنا اپنا ناں تے سیاسی وابستگی دسّو؟ "

(اپنا اپنا نام اور سیاسی وابستگی بتائیں)

"میں جمعیت علمائے پاکستان سے ہوں....اور باقی بزرگ مجلسِ احرار اسلام پاکستان سے ہیں۔ "

اردلی کچھ ردّو کد کے بعد اندر چلا گیا۔ہم گورنمنٹ ہاؤس کے باہر ٹھٹھرتے رہے۔سردی کی وجہ سے ہمارے منہ سے بھاپ اٹھ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ہانپتا کانپتا واپس آ گیا:

"آجاؤ چاچا ....گیٹ کھلا جے ... "

(آجاؤ چچا! گیٹ کھلا ہے)

گورنمنٹ ہاؤس کے وسیع وعریض لان سے گزر کر ہم ایک شاندار اور پُر تکلف لاؤنج میں پہنچے۔اردلی ہمیں نرم

صوفوں پر بٹھا کر وزیرِ اعظم کو اطلاع دینے چلا گیا۔ کمرے کی تزئین و آرائش لاجواب تھی۔ دیواروں پر خوبصورت نقش ونگار ، قدآدم قیمتی پینٹنگز ، دیدہ زیب رنگ وروغن ، بیش قیمت طغرے ، گلدان ، خوبصورت قالین ، انگیٹھی میں جلتے کوئیلے کی حدّت۔ عین اسی وقت نسبت روڈ پر رات کے جلسے کی تیاریاں شروع ہو چکی تھیں۔ عاشقانِ ختم نبوت سردی میں ٹھٹھرتے ، کانپتے قائدین کا خطاب سننے کے لئے جمع ہو چکے تھے۔ کچھ ہی دیر میں اچکن شیروانی اور جناح کیپ پہنے وزیرِ اعظم کمرے میں داخل ہوئے۔ ہم سب نے اُٹھ کر استقبال کیا۔ وہ ہمیں بیٹھنے کا اشارہ کر کے سامنے والا ٹیبل گھیر کر بیٹھ گئے۔

"جی... ملونا ساؤب.... سنا ہے لہور میں کوئی ہڑتول وگیرہ ہوا ہے؟" انہوں نے بظاہر پرسکون نظر آنے کی کوشش کی۔

"جی ہاں.... اب خود ہی فیصلہ کیجئے کہ عوام کیا چاہتی ہے۔" سید ابوالحسنات بولے۔

"ہم تو اوٹھتے بیٹھتے ، چُلتے پُھرتے ، اب ایک ہی دُعا کرتا ہے .... یا اللہ!!! ہم کو اُٹھا لے .... یا جفر اللہ کو اُوپر بلا لے۔" وزیرِ اعظم نے کہا۔" اللہ آپ کو عُمرِ خِضر عطا کرے.... کسی کے مرنے سے مسائل حل ہوتے تو اِس وقت نسبت روڈ پر مجمع کے ہاتھ میں پتھر ہوتے...."

"پبلک ہمارے بارے میں کیا سوستا ہوگا؟؟" وزیرِ اعظم نے پوچھا۔

"پبلک اپنے نیک وزیرِ اعظم کے لئے اچھا سوچتی ہے اور نیک امید رکھتی ہے۔ آپ فی الحال صرف سر ظفر اللہ کو برخواست کر دیں.. عوام بھی شانت ہو جائے گی اور آپ کا سیاسی قد بھی بڑھ جائے گا۔" مولانا ابوالحسنات نے کہا۔

"یقیناً... یہ کانٹا نکل جائے تو قوم کا درد نصف رہ جائے گا۔" ماسٹر تاج الدین انصاری نے تائید کی۔

"ماسٹر سوب... تم سے ہمارا بات نئیں ہے.... ہم تو ملونا سے بات کُرتا ہے۔" وزیرِ اعظم نے انتہائی ناگواری سے کہا۔ ان کے لہجے میں وہی مخاصمت تھی جو مسلم لیگ اور مجلس احرار میں برسوں سے چلی آ رہی تھی۔

"بہت بہتر جناب! جیسے آپ کی خوشی۔" ماسٹر صاحب نے تحمل مزاجی سے جواب دیا۔ "

"وزیرِ اعظم صاحب! بخُدا ہم آپ کی مشکلات بڑھانے نہیں ، بلکہ اُن کا مداوا کرنے آئے ہیں... ہمیں آپ سے ہمدردی ہے.... آپ نیک آدمی ہیں.... فرمایئے تو سہی آخر مشکل کیا ہے... تاکہ ہم اس مشکل کا کوئی حل نکالیں؟ سید اَبوالحسنات نے کہا" آپ کو ہمارا مُسکل کا احساس ہوتا تو پھر کیا مُسکل تھا۔" وزیرِ اعظم ایک ٹھنڈی سانس لے کر بولے۔

"پوری قوم آپ کی پشت پر کھڑی ہے وزیرِ اعظم صاحب!..... آپ قدم تو بڑھائیں..... آج اگر آپ ہمارے مطالبات مان لیں ، یقین کریں آپ کے نام کے ڈنکے بج اٹھیں گے.... پھر کسی کو جرأت نہ ہوگی کہ آپ کی طرف میلی آنکھ سے بھی دیکھ سکے۔ "

"ہم زانتا ہے۔" وزیرِاعظم کرسی سے پشت لگا کر بولے۔ "زانتا ہے کہ آپ کا ڈیمانڈ مان کر پبلک ہم سے بوہت خُوس ہوگا ...ہمارے غلّے میں فُولوں کے ہار ڈالے گا....جِندہ باد کا نعرہ لگائے گا....زانتا ہے! "

"تو پھر بسم اللہ کیجئے....دیر کس بات کی....قوم آپ سے کپڑا نہیں مانگتی....روٹی نہیں مانگتی....رہنے کو ٹھکانہ نہیں مانگتی....ختم نبوت کا قانون ہی تو مانگ رہی ہے....لوگ باہر سردی میں آپ کے فیصلے کے منتظر کھڑے ہیں! "

"دیکھو ملونا ساب....! ہم آپ کو سمزاتا ہے....کُس باتیں بوہت تلخ ہوتا ہے....پنجاب کا پارٹیسن ہوا....بروبر؟؟....اب بھارت نے کیا کرا کہ تینوں درزاؤں کا پانی بُند کردیا....ایک دم مُولک میں سُوکھا پڑ گیا.....بروبر؟... پاکستان کی آجادی کو پاؤنس سال ہوا اور بھارت ہماری سہ رگ پکڑ کے بیٹھ گیا ہے....نہ مُجاکرات کرتا ہے....نہ کُس سننے کو ریڈی ہے...ہم ورلڈ بینک گیا....وہ بھی ہمارا بات نہیں سُنا....اب کوئی لُنگی اُٹھا کے چوک میں کھڑا ہو جائے تو آدمی کیا بولے؟ یہ مؤسلہ ہے ہمارا .....بھارت ہمیں بنجر کرنے پہ تُلا ہے!!! " کچھ دیر کے لئے کمرے میں سکوت سا چھا گیا۔

"لیکن اس مسئلے کا سر ظفر اللہ خان سے کیا تعلق ہے؟" کچھ توقف کے بعد ابوالحسنات بولے۔

"آپ کو مُلک کی صورتحال کا علم نہیں .... " وزیرِاعظم نے دراز سے ایک فائل نکالتے ہوئے کہا۔ "یہ محکمہ خوراک کا پھائل ہے....جتنا غندم اشٹاک میں تھا....سب کھلاس ہو گیا ہے....کال ہمارے سر پہ کھڑا ہے.... پبلک گندم کے دانے دانے کو ترسنے والا ہے.... " وزیرِاعظم کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گئے۔ اتنے میں ایک اردلی چائے اور پانی کی ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ کمرے کی بوجھل فضاء میں چائے کی خوشبو پھیلنے لگی۔

"بوہت مُسکل وقت ہے۔" وزیرِاعظم نے خاموشی توڑی۔ "اس نا جک وقت میں....سر جفر اللہ خان اپنے جاتی تعلقات استعمال کر کے امریکی کانگریس سے ایک بِل منجُور کرانے کا کوسِس کر رہا ہے....اگر یہ کام ہو گیا تو امریکہ ہم کو سات لاکھ پچاس ہزار ٹن گندم فری میں دے گا....یہ کام صرف جفر اللہ خان ہی کر سکتا ہے....اگر آپ کر سکتا....تو ہم جفر اللہ کو ہٹا کے کل ہی آپ کو وجیر خارزہ بنا دیتا۔ "

"آپ بے فکر ہو جائیں ....نہیں پڑے گا قحط۔" ابوالحسنات پیالی رکھتے ہوئے بولے۔ "رزق دینے والی ذاتِ بابرکات اللہ تعالی کی ہے،ہم سب دُعا کریں گے،نمازِ استسقاء پڑھیں گے،ختمِ نبوت کے صدقے رب ہماری ضرور سنے گا۔ "

"آسمان سے آٹا برسنے سے تو رہا۔" وزیرِاعظم نے کہا۔ "پبلک کا پیٹ نہیں بھرے گا تو سور کرے گا....ہمارا غریبان پکڑے گا....قوم کا مجاج بدلتے کون سا دیر لگتا ہے..... جِندہ باد سے مردہ باد ہونے میں صرف ایک روٹی کا پھرق ہے....ایک روٹی کا پھرق......کیا بولے گا۔ "

"اجازت ہو تو ایک بات کہوں؟" ماسٹر تاج الدین انصاری بول ہی پڑے۔

"جی بولیے!" وزیرِ اعظم فائل دراز میں رکھتے ہوئے بولے۔

"خواجہ صاحب! قوموں کی زندگی میں بعض گھڑیاں انتہائی فیصلہ کن ہوتی ہیں.....عوام کا مقدر کسی ایک شخص کی مُٹھی میں دے دینا بدترین غلامی ہے.....جب لیڈر ملک سے اہم ہونے لگے تو بربادی قوم کا مقدر بن جاتی ہے....کیوں نہ چند دن صبر کر کے....رُوکھی سوکھی کھا کے....گزارا کیا جائے....اورقوم کو سرظفر اللہ سے آزاد کرا لیا جائے....کہیں ایسا نہ ہو کہ ظفر اللہ گندم کے بدلے قوم ہی کو امریکہ کے پاس گروی رکھ آئیں....اور ہماری آنے والی نسلیں آٹے کے لئے ہمیشہ امریکہ کی طرف دیکھتی رہیں.... جناب وزیرِ اعظم! فیصلہ کن قدم بڑھا دیجئے،ان شاء اللہ یہی ہماری اصل آزادی کا نقّارہ ثابت ہوگا۔ " وزیرِ اعظم خاموش ہو کر چھت کے فانوس کو دیکھنے لگے۔

## آخری ملاقات

22 فروری....1953ء....کراچی

الٹی میٹم کی معیاد ختم ہوگئی۔ہم حاجی گھسیٹا خان حلیم شاپ پر لنچ اُڑا رہے تھے کہ بندر روڈ کی طرف سے ایک سفید رنگ کی موٹر کار آتی دکھائی دی۔لوگ اُمڈ اُمڈ کر اُس کار کا استقبال کر رہے تھے۔جس کا بس چلتا موٹر کار کو چومتا،کوئی ہاتھ لگا کر نہال ہو جاتا،کوئی رُومال مَس کرتا۔غرض کہ عجب منظر تھا۔ان حالات میں کار رینگتی ہوئی گورنمنٹ ہاؤس روڈ کی طرف مُڑ گئی۔

" کون آیا ہے اس گاڑی میں؟" میں نے چاند پوری سے دریافت کیا۔

"وہی جن کی دنیا دیوانی ہے بھیّا....ختمِ نبوت والے....اب چھوڑو حلیم اور نکلو۔" انہوں نے اٹھتے ہوئے کہا۔

لکّی اسٹار پر ایک خلقتِ کثیر کھڑی تھی۔لوگ پروانوں کی طرح رہنماؤں پر ٹوٹ ٹوٹ کر گر رہے تھے۔کراچی والوں کا جوش وخروش دیدنی تھا۔میں بمشکل اتنا ہی دیکھ پایا کہ چھوٹی سی اس کار میں دو بریلوی علماء، دو اَحرار رہنما، اور ایک شیعہ عالم سوار ہیں۔مولانا ابوالحسنات سیّد احمد قادری اگلی سیٹ پر جلوہ افروز تھے۔

عوام جوش وخروش سے نعرے لگا رہے تھے....تاج وتختِ ختمِ نبوت....زندہ باد!

گورنمنٹ ہاؤس پہنچتے پہنچتے ہمیں ایک گھنٹہ لگ گیا۔علماء کا یہ وفد اِتمامِ حجت کے لئے آخری بار وزیرِ اعظم خواجہ ناظم الدین سے ملنے آیا تھا۔وفد کی قیادت مولانا عبدالحامد بدایونی کر رہے تھے اور وفد میں مولانا ابوالحسنات، ماسٹر تاج الدین انصاری، مولانا لال حسین اختر اور مظفّر علی شمسی شامل تھے۔وزیرِ اعظم بھی شاید وفد ہی کا انتظار فرما رہے تھے

۔سردار عبدالرب نشتر بھی موجود تھے۔وزیرِ اعظم نے حسبِ معمول علماء کا پُر تپاک استقبال کیا اور نہایت ادب واحترام اور عاجزی سے پیش آئے۔

"اختر علی خان نظر نہیں آرہے۔"وزیرِ اعظم نے ملتے ہی پوچھا۔

"وہ بہاولپور میں ہیں...آج وہاں APNS کا قیام عمل میں آرہا ہے"مولانا بدایونی نے وضاحت کی۔

"اُن کو بلاؤ یار!...سیکرٹری!!! وائی کنگ طیارہ...بھجواؤ"وزیراعظم نے کہا۔

"یس سر!!!"سیکرٹری ڈائری میں نوٹس لینے لگا۔

میں نے سرگوشی کی۔"وائی کنگ جائے گا مولانا کو لینے؟ "

چاند پوری آنکھ مارتے ہوئے بولے"ارے نہیں یار.... بادشاہ سلامت کچھ باتیں حالتِ جذب میں بھی کیا کرتے ہیں۔ "

حال احوال پُوچھنے کے بعد وزیرِ اعظم نے کہا:

"امید ہے کہ آپ حجرات دارالحکومت کی عِزّت ووقار کا برو بر کھیال رکھے گا۔ "

"ہمیں بھی امید ہے کہ آپ ہمارے مطالبات پر ضرور غور فرمائیں گے۔"بدایونی صاحب نے کہا۔

"دیکھئے.... پائلا بات تو یہ ہے کہ....میں آپ حجرات کو یہ سمجھا دے کہ ختمِ نبوت کو ہم ایک دم برو بر مانتا ہے....کیا بولے گا؟؟ لیکن کیا ہے کہ ہم وَجیرِ اَعجم ہے....ہمیں بوہت کُس دیکھنا پڑتا ہے....ملکی سچوئسن ایسا نئیں ہے کہ کوئی نیا ٹینسن لیا جائے.... پائلے ہی بوہت ٹینسن ہے...کیا بولے گا...؟ "

"خواجہ صاحب! اگر آپ ...اس وفد سے وعدہ ہی کرلیں کہ مسلم لیگ مرزائیت کو دائرۂ اسلام سے خارج کرنے کے لئے کابینہ میں قرارداد لائے گی تو ہم اپنی تحریک کو نرم رکھ سکتے ہیں۔"مولانا ابوالحسنات نے کہا۔

"دیکھو....یہ جو مِرجَئی کو سرکاری طور پر کافر بنانے کا مؤسئلہ ہے....یہ تھوڑا کامپلی کیٹِڈ ہے....مطلب.....سیدھا نئیں ہے ....کیا سمزا؟ "

"خواجہ صاحب!!!.....یہ مسئلہ تو تکلے کی طرح سیدھا ہے۔"مولانا لال حسین اختر نے کہا۔

وزیراعظم نے کرسی سے پشت لگائی اور بولے:

"دیکھو ملونا....مرجوئیوں کا دو سیکٹ (فرقے) ہے....کیا بولے گا؟؟

ایک سیکٹ جس کو ہم احمدی بولتا ہے، وہ مِرجا کو پروفٹ (پیغمبر) مانتا ہے....برو بر؟؟

دوسرا سیکٹ جو ہے.....لاہوری گروپ....وہ مِرجا کو پروفٹ نئیں بولتا....امام بولتا ہے....کیا سَمزا؟؟

مطلب کُس کیا بولتا ہے.... کُس کیا بولتا ہے!!!

اب مُسکل یہ ہے کہ لاہوری گروپ کو کائسے کافر بنائے گا؟؟.... اور اس سے بھی بڑا مُسکل جو ہے.... وہ یہ ہے کہ معلوم کیسے پڑے گا کہ فلوں سُسر امرجا کو اِمام مانتا ہے.... اور فلوں پروفٹ....!!!

اب ریاست جو ہے..... ایک ایک مرجئی کا لُنگی پکڑ کے تو نئیں پُوس سکتا کہ تم مرجا کو پروفٹ مانتا ہے.... امام مانتا ہے یا کُس اور مانتا ہے؟؟.... مطلب اس میں تھوڑا کامپلی کیسن ہے... کیا بولے گا؟ "

" دیکھئے خواجہ صاحب!" مولانا ابوالحسنات نے کہا: " کریلا صرف کریلا ہوتا ہے، کچا ہو، نیم چڑھا ہو، یا پورا پکّا.... لاہوری مرزائی گروپ جس شخص کو اِمام مانتا ہے، اس نے ڈھکے چھپے الفاظ میں نہیں، ببانگِ دُہل نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور جو شخص جھوٹے مدعیٔ نبوت سے عقیدت رکھے، اس کے لئے نرم گوشہ اختیار کرے، اسے امام کا درجہ دے یا اصلاح کار سمجھے، بہرصورت کافر ہے۔ "

"ایک دم بروبر.... ہم صرف یہ بات بولتا ہے کہ بہرحال یہ ایک ناجک مسئلہ ہے۔ "

اس پر مولانا بدایونی بول اٹھے:

"جناب! ہم ہر بار آپ کو مسئلے کی نزاکت ہی تو سمجھانے آتے ہیں.... باہر اگر کوئی شخص سڑک پر کھڑا ہو کر وزیراعظم پاکستان ہونے کا اعلان کر دے... تو پانچ منٹ میں آپ کی پولیس اسے اور اس کے پیشرووَں کو اَریسٹ کر لے گی.... یہاں مسئلہ دعویٰ نبوت کا ہے.... یہ ہم سب کے ایمان کا سوال ہے.... کل ہمیں اپنے رب کے سامنے پیش ہونا ہے.... جواب دینا ہے .... کیا اللہ ہم سے پوچھے گا نہیں کہ میرے نبی ﷺ کے تختِ نبوت پر ڈاکہ مارنے والوں کو آپ نے وزارتوں کے تاج پہنا رکھے تھے؟؟ یہ صرف چند مولویوں کا نہیں، ہر مسلمان کے ایمان کا مسئلہ ہے "

اس دوران سردار عبدالرب نشتر بولے:

" دیکھئے مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دینے میں ایک اور خسارا بھی ہے، غیر مسلم قرار دینے کے بعد ان کے حقوق تسلیم کرنا ہوں گے اور انہیں باقاعدہ ایوانِ بالا میں سیٹیں دینا پڑیں گی۔ "

" ہم مرزائیوں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے نہیں آئے۔" مولانا بدایونی نے وضاحت کی۔ " ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ محمد عربی ﷺ کا پیروکار اور مرزا قادیانی کا معتقد ایک ہی خانے میں نہ لکھا جائے۔ ان کے لئے الگ الگ خانے ہوں، تاکہ صحیح معنوں میں جداگانہ انتخابات ممکن ہو سکیں۔ "

"آپ کا سب بات ایک دم بروبر ہے۔ اللہ جانتا ہے کہ ہم بھی مرجوئی کو کافر ہی سمجھتا ہے.... بروبر؟؟ قانونی بات بھی تم

نے سب سمزا دیا، لیکن ہمارا مزبوُری ہے۔ کاس ہم آپ کا بات مان سکتا....ہم کو بروبرافسوس ہے۔ فی الحال ہمارا ایسا پوزیسن نہیں ہے کہ آپ کا بات مان سکے۔ "

"آپ کی مجبوریاں ہوں گی۔" مولانا بدایونی اٹھتے ہوئے بولے۔"ہماری کوئی مجبوری نہیں ہم تو بس اپنا فرض ادا کرنے آئے تھے۔ آپ کے پاؤں میں اگر دنیاداری کی بیڑیاں ہیں تو عشقِ رسول ﷺ نے ہمارے بھی ہاتھ باندھ رکھے ہیں۔ فصیلِ ختمِ نبوت کی حفاظت کے لئے ہم سو بار بھی آپ کے پاس چل کے آنے کو تیار ہیں، لیکن تحفظ ختم نبوت سے ایک قدم پیچھے ہٹنا ہمارے بس کی بھی بات نہیں رہی۔ "

" کیا کریں ....ہمیں اپنا ذمّہ داری بھی تو نبھانا ہے!" وزیرِاعظم نے زچ ہوکر کہا۔

"آپ اپنی ذمہ داری نبھائیں، ہم اپنا عشق نبھائیں گے۔" ابوالحسنات نے صوفیانہ وقار سے جواب دیا۔

وزیرِاعظم وفد کے ساتھ چلتے ہوئے گیٹ تک آئے۔ پھر موٹر کار کا دروازہ کھول کر کھڑے ہوگئے۔ بڑے ادب واحترام سے مولانا ابوالحسنات کو سوار کرایا۔ دیگر اکابر بھی گاڑی میں بیٹھ گئے۔ موٹر کار سٹارٹ ہوئی اور دھواں چھوڑتی ہوئی نظروں سے اوجھل ہوگئی۔ وزیرِاعظم نے جیب سے رُومال نکال کر آنکھیں صاف کیں اور نشتر صاحب کو ساتھ لئے تھکے قدموں سے واپس دفتر کی طرف چل دیے۔

ہم سڑک ناپ کر سیدھا لکی اسٹار پہنچے اور ایک کھوکھے پر بیٹھ کر چائے پینے لگے۔ ریڈیو پاکستان کراچی مذاکرات کی جھوٹی سچّی خبریں دے رہا تھا۔ عوام کو مذاکرات میں پیش رفت کی گھاس کھلائی جارہی تھی۔ شرپسندوں پر کڑی نظر رکھنے کی تاکید کی جارہی تھی اور ملک میں امن وامان اور شانتی کا ڈھنڈورا پیٹا جارہا تھا۔ خبروں کے بعد محسن بھوپالی کی غزل نشر ہوئی تو میری بھی آنکھیں بھیگ گئیں:

چاہت میں کیا دنیا داری، عشق میں کیسی مجبوری
لوگوں کا کیا، سمجھانے دو، ان کی اپنی مجبوری

میں نے دل کی بات رکھی اور تُو نے دنیا والوں کی
میری عرض بھی مجبوری تھی، اُن کا حکم بھی مجبوری

روک سکو تو پہلی بارش کی بوندوں کو تم روکو
کچی مٹی تو مہکے گی، ہے مٹّی کی مجبوری

جاری ہے

# قادیانیوں کو دعوت اسلام (آخری قسط)

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

3۔ ہمارے بھائیوں کو اس پر بھی غور کرنا چاہیے کہ دنیا کی بہت سی قوموں کو اسی ''بروز،، اور عین،، کے عقیدوں نے برباد کیا ہے، عیسائی قوم کی مثال تمہارے سامنے ہے کہ انھوں نے کس طرح خدا کو انسانی مظہر میں اتار کر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو خدا اور خدا کا بیٹا بنایا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام شکم مادر سے پیدا ہوئے، وہ اور ان کی والدہ انسانی احتیاج کے تمام تقاضے رکھتی تھیں، اس کھلی ہوئی ہدایت کے خلاف عیسائیوں نے ''مسیح عین خدا ہے،، کا دعویٰ کر ڈالا اور وہ ''تین ایک، ایک تین،، کے جال میں ایسے پھنسے کہ اس پر پولوسی مذہب کی پوری عمارت تعمیر کر ڈالی، کاش ہمارے بھائیوں نے اس سے عبرت لی ہوتی اور اسلام جن غلط نظریات کو مٹانے کے لیے آیا تھا اسلام ہی کے نام پر ان غلطیوں کا اعادہ نہ کرتے، قادیانی یہ دعوے کرتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے ''مرزا عین محمد ہے،، کا نظریہ ایجاد کر کے عیسائیت کی بنیادوں کو اور مستحکم کر دیا، ذرا سوچیے اگر عیسائی یہ سوال کریں کہ ''اگر مسیح موعود عین محمد ہوسکتا ہے تو مسیح ابن مریم عین خدا کیوں نہیں ہوسکتا؟ تو آپ کے پاس خاموشی کے سوا اس کا کیا جواب ہوگا۔ پھر اگر مرزا غلام احمد قادیانی ''بروز محمد،، ہونے کی وجہ سے،، عین محمد ہیں تو وہ بروز خدا'' ہونے کا بھی دعویٰ ہے۔ اب اگر ان کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ''بروز'' ہونے کی وجہ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت مع تمام صفات و کمالات کے حاصل ہے حتیٰ کہ نام، کام مقام اور منصب و مرتبہ بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا حاصل ہو چکا ہے تو ''بروز خدا'' ہونے کی وجہ سے ان کو خدائی مع اپنے تمام صفات و کمالات کے کیوں حاصل نہیں؟

4۔ ہمارے بھولے ہوئے بھائیوں کو ایک اور نکتہ پر بھی غور کرنا چاہیے وہ یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو احساس تھا کہ ان کا دعویٰ نبوت آیت خاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی کے منافی ہے، اس سے بچنے کے لیے انھوں نے ''فنا فی الرسول،، اور ''ظل و بروز،، کا راستہ اختیار کیا، اور دعویٰ کیا کہ چونکہ وہ بروزی طور پر بعینہٖ محمد رسول اللہ کی بعثت ثانیہ کا مظہر ہیں اس لیے ان کے دعویٰ نبوت سے ختم نبوت کی مہر نہیں ٹوٹتی، ہاں اگر ''محمد رسول اللہ،، کی جگہ کوئی اور آتا تو ختم نبوت کی مہر ضرور ٹوٹ جاتی۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے بروز نظریہ پر جتنا غور کرو اس کی غلطی واضح ہوتی جائے گی، واقعہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی بروزی بعثت نے عقیدہ ''توحید و رتثلیث،، پر مہر تصدیق ثبت کر دی یا یوں کہا جائے کہ انھوں نے محمد رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قادیاں میں (بشکل مرزا) دوبارہ اتار کر ایک ''جدید عیسائیت،، کی طرح ڈال دی۔

5۔ اسی بحث کا ایک اور پہلو بھی غور طلب ہے، عیسائیوں نے جب یہ دعویٰ کیا کہ ''مسیح خدا کا اکلوتا بیٹا ہے، تو انھیں حضرت مسیح کی والدہ کو معاذ اللہ خدا کے رشتہ زوجیت میں منسلک کرنا پڑا، اسی لیے قرآن کریم نے جہاں عقیدہ ولدیت کی نفی کی وہاں عقیدہ زوجیت کی بھی نفی فرمائی، انی یکون لہ ولدولم تکن لہ صاحبہ (الانعام:۱۰۱) اسی طرح جب مرزا غلام احمد قادیانی کہتے ہیں کہ وہ بروزی طور پر (معاذ اللہ بعینہ محمد رسول اللہ ہیں، اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر صفت اور ہر کمال انھیں بروزی طور پر حاصل ہے، تو اس کا بدیہی نتیجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اس سے گندی گالی ہوسکتی ہے۔ اور کوئی مسلمان جس کے دل میں ذرا بھی شرم وحیا ہو وہ اس بدترین حملہ کو برداشت کرسکتا ہے؟

میں یہاں یہ وضاحت کردینا چاہتا ہوں کہ ازواج مطہرات کی قدر ومنزلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس نبوت سے زیادہ نہیں، اگر ازواج مطہرات کے حق میں یہ دریدہ دہنی ناقابل برداشت ہے اور یہ بات سنتے ہی ایک باغیرت آدمی کی آنکھوں میں خون اتر آتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ونبوت کو جو شخص اپنی طرف منسوب کرتا ہے اسے کیونکر برداشت کرلیا جائے۔

ایک ہے کسی شخص کا نفس نبوت کا دعویٰ کرنا، اور رایک ہے بعینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ونبوت اور کمالات رسالت کا دعویٰ کرنا، دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نفس نبوت کا دعویٰ بھی کفر ہے، لیکن مرزا غلام احمد قادیانی نے صرف نبوت کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ ظل بروز کی آڑ میں رسالت محمدیہ کو اپنی جانب منسوب کیا ہے، وہ کہتا ہے کہ میں نبی ہوں، مگر میری نبوت کوئی نئی نبوت نہیں، نہ میں کوئی نیا نبی ہوں، بلکہ بروزی طور پر بعینہ محمد رسول اللہ ہوں، جو پہلے مکہ میں مبعوث ہوا تھا اور اب قادیاں میں دوبارہ اسی کا ظہور ہوا ہے، مرزا غلام احمد قادیانی کی جماعت کا ترجمان روزنامہ ''الفضل،، لکھتا ہے:

''اے مسلمان کہلانے والو! اگر تم واقعی اسلام کا بول بالا چاہتے ہو اور باقی دنیا کو اپنی طرف بلاتے ہو تو پہلے خود سچے اسلام کی طرف آجاؤ، جو مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) میں ہو کر ملتا ہے، اسی کے طفیل آج بر وتقویٰ کی راہیں کھلتی ہیں اسی کی پیروری سے انسان فلاح ونجات کی منزل مقصود پر پہنچ سکتا ہے، وہ وہی فخر الاولین وآخرین ہے جو آج سے تیرہ سو برس پہلے رحمۃ اللعالمین بن کر آیا تھا اور اب اپنی تکمیل تبلیغ کے ذریعہ ثابت کرگیا کہ واقعی اس کی دعوت جمیع ممالک وملل عالم کے لیے تھی۔ فصلی اللہ علیہ وسلم۔،، (الفضل ۲۶ ستمبر ۱۹۱۵ء)

اس لیے مرزا غلام احمد قادیانی کا جرم صرف یہ نہیں کہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا، بلکہ اس سے بھی بدتر جرم یہ ہے

کہ اس نے ظل و بروز کی من گھڑت اصطلاحوں کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر چیز کو اپنی منسوب کرلیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی زوجہ مطہرہ کا نام نامی ''خدیجہ رضی اللہ عنہا'' تھا، مگر بے غیرتی اور بے حیائی کی حد ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے محمد رسول اللہ بننے کے شوق میں ''خدیجہ'' کو بھی اپنی طرف منسوب کرلیا، مرزا کا الہام ہے:

**اذکر نعمتی رائیت خدیجتی** میری نعمت کو یاد کر تو نے میری خدیجہ کو دیکھا۔''

(تذکرہ طبع دوم ۳۸۷ طبع سوم ص: ۳۷۷)

**اشکر نعمتی رائیت خدیجتی** ''میری نعمت کا شکر کر کہ تو نے میری خدیجہ کو دیکھا'' (تذکرہ ص: ۱۰۹)

افسوس ہے کہ اس کی مزید تشریح کی ایمانی غیرت اجازت نہیں دیتی۔

مرا درویست اندرول اگر گویم زباں سوزو وگروم ور کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزو

بہر حال ''محمد رسول اللہ،، کے ساتھ ''خدیجہ،، کی نسبت مرزا غلام احمد قادیانی کی نفسیاتی ذہنیت کی نشاندہی کے لیے کافی ہے۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے ذرا بھی ایمانی غیرت اور انسانیت سے نوازا ہو اس کے لیے اس کے دقیق پہلوؤں کا مطالعہ مشکل نہیں۔

6۔ ہمارے بھائیوں کو یہ بھی سوچنا چاہیے کہ کیا مرزا غلام احمد قادیانی کی جسمانی و دماغی صحت، ان کے اس دعوے سے کہ میں ''محمد رسول اللہ ہوں،، اس بارے میں ہر عام و خاص جانتا ہے کہ وہ بہت پیچیدہ امراض کا نشانہ تھے، جن میں سے چند امراض کی فہرست حسب ذیل ہے:

| | |
|---|---|
| ۱۔ بدہضمی | (ریویو، مئی ۱۹۲۸ء) |
| ۲۔ تشنج دل | (ضمیمہ اربعین نمبر ۳ نمبر ۴ ص: ۴، خزائن ص: ۴۷۱، ج: ۱۷) |
| ۳۔ تشنج اعصاب | (سیرۃ المہدی ص: ۱۳، ج: ۱) |
| ۴۔ جسمانی قویٰ مضمحل | (آئینہ احمدیت ص: ۱۸۶، دوست محمد) |
| ۵۔ دق | (حیات احمد جلد دوم نمبر اوّل ص: ۷۹ یعقوب علی) |
| ۶۔ سل | (سیرۃ المہدی ص: ۵۵، ج: ۲، بدر جون ۱۹۰۶ء) |
| ۷۔ مراق | (سیرۃ المہدی ص: ۵۵، ج: ۲، بدر جون ۱۹۰۶ء) |
| ۸۔ ہسٹیریا | (سیرۃ المہدی ص: ۱۳، ج: ۱، ص: ۵۵، ج: ۲) |
| ۹۔ دماغی بے ہوشی | (الحکم ۲۱ مئی ۳۴ء) |

| | |
|---|---|
| ۱۰۔غشی | (سیرۃ المہدی ص:۱۳، ج:۱) |
| ۱۱۔سوسو بار پیشاب | (ضمیمہ اربعین ص:۴، نمبر۴) |
| ۱۲۔کثرت اسہال | (نسیم دعوت ۶۸) |
| ۱۳۔دل و دماغ سخت کمزور | (تریاق القلوب ص:۳۵) |
| ۱۴۔قولنج زحیری | (ص:۳۳۴) |
| ۱۵۔مسلوب القوی | (آئینہ احمدیت ص:۱۸۶) |
| ۱۶۔ذیابیطس | (نزول المسیح ص:۲۰۹، حاشیہ) |
| ۱۷۔ارینگن | (مکتوبات احمدیہ) |
| ۱۸۔دوران سر | (نزول المسیح ص:۲۰۹ حاشیہ) |
| ۱۹۔شدید دردسر جس کا آخری نتیجہ مرگی | (حقیقۃ الوحی ۳۶۳ ۶۳) |
| ۲۰۔حافظہ نہایت ابتر | (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم ص:۳ وص:۲۱) |
| ۲۱۔حالت مردی کالعدم | (تریاق القلوب، ص:۳۵) |
| ۲۲۔سستی نامردی | (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم (۳) ص:۱۴) |

خود مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں: ''مجھے دو مرض دامن گیر ہیں، ایک جسم کے اوپر کے حصہ میں کہ سر درد اور دوران سر اور دوران خون کم ہو کر ہاتھ پیر سرد ہو جانا نبض کم ہو جانا اور دوسرے جسم کے نیچے میں کہ پیشاب کثرت سے آنا اور اکثر دست آتے رہنا، یہ دونوں بیماریاں قریب بیس برس سے ہیں۔'' (نسیم دعوت، ص:۱۷۱)

''میں ایک دائم المرض آدمی ہوں'' ہمیشہ دردسر اور دوران سر، کمی خواب اور تشنج دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے، اور دوسری بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامن گیر ہے اور بسا اوقات سوسو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔'' (ضمیمہ اربعین ۳)

''مجھے دوران سر کی بہت شدت سے مرض ہوگئی ہے پیروں پر بوجھ دے کر پاخانہ پھرنے سے مجھے سر کو چکر آ جاتا ہے۔''

(خطوب امام بنام غلام ص:۶)

''کوئی وقت دوران سر (سر کے چکر) سے خالی نہیں گزرتا، مدت ہوئی نماز تکلیف سے بیٹھ کر پڑھی جاتی ہے بعض اوقات درمیان میں توڑنی پڑتی ہے، اکثر بیٹھے بیٹھے رینگن ہو جاتی ہے۔'' (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر۲، ص:۸۸)

''مجھ کو دو بیماریاں ہیں ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی یعنی مراق اور کثرت بول''۔

(رسالہ تشحیذ الاذہان، جون ۱۹۰۶ء)

مرزا غلام احمد قادیانی کی اہلیہ کی روایت ہے کہ: ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پہلی دفعہ دوران سر اور ہسٹیریا کا دورہ بشیر اول کی وفات ۴؍ نومبر ۱۸۸۸ء کے چند دن بعد ہوا تھا، اس کے بعد آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے لگے، جن میں ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے تھے، بدن کے پٹھے کھنچ جاتے تھے، خصوصاً گردن کے پٹھے اور سر میں چکر ہوتا تھا۔'' (سیرۃ المہدی صفحہ ۱۳ جلد ۱)

مرزا غلام احمد قادیانی کے ایک مرید ڈاکٹر شاہنواز لکھتے ہیں ''حضرت قادیانی کی تمام تکالیف مثلاً دوران سر، کمی خواب، تشنج دل، بدہضمی، اسہال، کثرت پیشاب اور مراق وغیرہ کا صرف ایک ہی سبب تھا، اور وہ عصبی کمزوری تھا۔''

(رسالہ ریویو آف ریلیجز مئی ۱۹۲۷ء)

مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی کا آخری فقرہ ''میر صاحب! مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے۔'' (مندرجہ حیات ناصر ص:۱۴)

اب انصاف فرمائیے کہ کیا ان تمام امراض کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا جا سکتا ہے؟ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی نعوذ باللہ مراق، ہسٹیریا، ذیابیطس، سلسل البول، کثرت اسہال، سوءہضم، ضعف قلب، ضعف دماغ، ضعف اعصاب حتیٰ کہ ''حالت مردی کالعدم'' کے شکار ہو سکتے تھے؟ استغفر اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو خیر سید البشر اور افضل الرسل ہیں، کیا دنیا کی کوئی بھی تاریخ ساز شخصیت بیک وقت ان تمام امراض کے باوجود مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ دعویٰ کرنا کہ میں محمد رسول اللہ ہوں، دنیا کے سامنے سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا تصویر پیش کرتا ہے۔ جب ایک طرف مرزا غلام احمد قادیانی اپنی زبان وقلم سے مراق، ہسٹیریا، ذیابیطس، ضعف دل ودماغ، حافظہ کی ابتری وخرابی، سوسو بار پیشاب، اکثر دست آتے رہنا۔ اور حالت مردی کالعدم کا اقرار کرتے ہیں اور دوسری طرف وہ بڑی شوخ چشمی سے خود کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ومظہر اور ''حسن واحسان میں آپ کا نظیر'' کہتے ہیں تو غیر اقوام کیا یہ فیصلہ نہیں کریں گی کہ مسلمانوں کا ''محمد رسول اللہ'' بھی قادیانیوں کے ''محمد رسول اللہ'' کی طرح معاذ اللہ انہی امراض ہوگا، اور اس کی دماغی چولیں بھی خدانخواستہ ٹھکانے نہیں ہوں گی؟ مراق اور ذیابیطس کی چادریں اس کے بھی زیب بدن ہوں گی۔ معاذ اللہ۔

7۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ دعویٰ کہ وہ محمد رسول اللہ کا ''بروز'' ہیں اور محمد رسول اللہ کی دوبارہ بعثت مرزا غلام احمد قادیانی کے ''روپ'' میں ہوئی ہے، ایک اور پہلو سے بھی غور طلب ہے وہ یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی بروز کی تفسیر ''جنم'' اور اوتار'' کے ساتھ کرتے ہیں اور وہ خود کو کبھی محمد رسول اللہ کا بروز کہتے ہیں، کبھی عیسیٰ علیہ السلام کا کبھی تمام انبیاء کا کبھی ہندوؤں کے کرشن جی مہاراج کا اور کبھی برہمن کا۔ ہندوؤں کے نزدیک انسان کی جزاء وسزا کے لیے یہی صورت قدرت کی جانب سے مقرر ہے کہ

اسے نیک وبد اعمال کے مطابق کسی اچھے یا برے قالب میں منتقل کر کے پھر دنیا میں بھیج دیا جائے، جس کو وہ دنیا جنم، اور نئی جون کہتے ہیں مرزا کو دعویٰ ہے کہ محمد رسول اللہ کو دوبارہ مرزا غلام احمد قادیانی کے قالب میں بھیجا گیا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ (ہندوؤں کے عقیدہ تناسخ اور مرزا غلام احمد قادیانی کے عقیدہ ''بروز،، کے مطابق) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نعوذ باللہ پہلی ''جون،، میں کون سا پاپ ہوا تھا کہ انھیں دوبارہ مرزا غلام احمد قادیانی کی ناقص شکل میں بھیج دیا گیا؟ پہلی بعثت میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحیح البدن تھے اور دوسری بعثت میں انواع واقسام کے امراض خبیثہ کا مجموعہ بن گئے۔ پہلے بعثت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء صحیح سالم تھے۔ اور دوسری بعثت میں دائیں ہاتھ سے معذوری پہلی بعثت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جری اور بہادر تھے، دوسری بعثت میں ضعف دل ودماغ کے مریض پہلی بعثت میں صاحب شریعت تھے اور دوسری بعثت میں شریعت ونبوت سے محروم، پہلی بعثت میں شعر گوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند وبالا مقام کے لائق نہ تھی اور دوسری بعثت میں آپ شاعر تھے۔ پہلی بعثت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے مجاہد اعظم اور فاتح اعظم تھے، اور دوسری بعثت میں دجال کے غلام۔ پہلی بعثت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ''نبی امی،، تھے، اور دوسری بعثت میں آپ کو فضل الٰہی (شیعہ) کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنا پڑے۔

پہلی بعثت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت وعظمت کا یہ عالم تھا کہ دنیا کے جابر وقاہر بادشاہوں کو خاطر میں نہ لاتے تھے، اور دوسری بعثت میں آپ کے عجز ودرماندگی کا یہ عالم ہوا کہ نصرانی ملکہ کو (جس کو کبھی غسل جنابت بھی نصیب نہ ہوا) یہ عرض داشت پیش کرنے لگے:

''اس عاجز (مرزا غلام احمد قادیانی) کو وہ اعلیٰ درجہ کا اخلاص اور محبت اور جوش اطاعت حضور ملکہ معظّمہ اور اس کے معزز افسروں کی نسبت حاصل ہے جو میں ایسے الفاظ نہیں پاتا۔ جن میں اس اخلاص کا اندازہ بیان کر سکوں اسی سچی محبت اور اخلاص کی تحریک سے جشن شست سالہ جوبلی کی تقریب پر میں نے ایک رسالہ حضرت قیصرہ ہند دام اقبالہا کے نام تالیف کر کے اور اس کا نام ''تحفہ قیصریہ،، رکھ کر جناب ممدوحہ کی خدمت میں بطور درویشانہ تحفہ کے ارسال کیا تھا، اور مجھے قوی یقین تھا کہ اس کے جواب سے مجھے عزت دی جائے گی، اور امید سے بڑھ کر میری سرفرازی کا موجب ہوگا۔ مگر مجھے نہایت تعجب ہے کہ ایک کلمہ شاہانہ سے بھی ممنون نہیں کیا گیا، اور میرا کانشس ہرگز اس بات کو قبول نہیں کرتا کہ وہ ہدیہ عاجزانہ یعنی رسالہ تحفہ قیصریہ حضور ملکہ معظّمہ میں پیش ہوا ہو اور پھر میں اس کے جواب سے ممنون نہ کیا جاؤں، یقیناً کوئی اور باعث ہے جس میں جناب ملکہ معظّمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کے ارادہ اور مرضی اور علم کو کچھ دخل نہیں، لہٰذا اس حسن ظن نے جو حضور ملکہ معظّمہ دام اقبالہا کی خدمت میں رکھتا ہوں مجھے مجبور کیا کہ میں اس تحفہ یعنی رسالہ تحفہ قیصریہ کی طرف جناب ممدوحہ کو توجہ دلاؤں اور شاہانہ منظوری کے چند الفاظ سے خوشی حاصل کروں، اسی غرض سے یہ عریضہ روانہ کرتا ہوں۔،،

''میں دعا کرتا ہوں کہ خیر وعافیت اور خوشی کے وقت میں خدا تعالیٰ اس خط کو حضور قیصر یہ ہند دام اقبالہا کی خدمت میں پہنچا دے، اور پھر جناب ممدوحہ کے دل میں الہام کرے کہ وہ اس سچی محبت اور سچے اخلاص کو، جو موصوفہ کی نسبت میرے دل میں ہے، اپنی پاک فراست سے شناخت کرلیں اور رعیت پروری کی رو سے مجھے رحمت جواب سے ممنوں فرمادیں۔''

(ستارہ قیصریہ ص:۲)

پہلی بعثت کی عظمت وبرتری اور عالیشان پر نظر کرو، اور پھر دوسری بعثت کی اس گراوٹ، چاپلوسی، خوشامد اور ناصیہ فرمائی کو دیکھو۔ دوسری بعثت میں قادیان کا محمد رسول اللہ، صلیب پرست اور نجس ملکہ کو اپنی محبت واخلاص، اطاعت ووفا شعاری اور بندگی وغلامی کا کن گھٹیا الفاظ میں یقین دلاتا ہے اور اسے طویل طویل لیکن بے مغز و بے مصرف خطوط پے در پے بھیجتا ہے، لیکن وہ اس ''غلام بن غلام'' کو خط کی رسید بھیجنا بھی گوارا نہیں کرتی۔ پہلی بعثت کی وہ عظمت ورفعت۔ اور دوسری بعثت کی یہ پستی اور گراوٹ؟ سوچو اور سوچ کر بتاؤ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے العیاذ باللہ پہلی بعثت میں وہ کون سا گناہ ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی سزا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قادیان کے ایک مغل بچہ کے روپ میں دوبارہ دنیا میں بھیج دیا؟

8۔ اس سے بڑھ کر تعجب خیز مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ دعویٰ ہے کہ: ''دوسری بعثت کی روحانیت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی روحانیت سے اقوی اور اکمل اور اشد ہے۔'' (خطبہ الہامیہ ۱۸۱) اور روحانی ترقیات کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تو صرف پہلا قدم ہی اٹھ سکا تھا، لیکن مرزا روحانی ترقیات کی آخری چوٹی تک پہنچ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اسلام ہلال کی مانند تھا۔ (جس کی کوئی روشنی محسوس نہیں ہوا کرتی) لیکن مرزا کے طفیل وہ بدر کامل بن چکا ہے۔ جس شخص کے سینے میں دل اور دل میں ایمان کی ذرا بھی رمق موجود ہو، جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے عقیدت ومحبت کا ادنیٰ سے ادنیٰ تعلق بھی ہو اور جس کی چشم بصیرت سیاہ سفید کے درمیان تمیز کرنے کی کسی درجہ میں بھی صلاحیت رکھتی ہو کیا وہ مرزا غلام احمد قادیانی کے ان تعلّی آمیز دعوؤں کو ایک لمحہ کے لیے بھی قبول کرسکتا ہے جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح توہین وتنقیص پائی جاتی ہے؟

9۔ چلیے اس کو بھی جانے دیجئے، ذرا اس نکتہ پر غور فرمایئے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی ''اعلیٰ واکمل روحانیت'' نے دنیا میں کون سا روحانی انقلاب برپا کرڈالا۔ ان کے ''بدر کامل'' نے دنیا کو کیا روشنی عطا کی؟ اور ان کے ''روحانی عروج'' نے سفلی خواہشات اور مادیت کے سیلاب کے سامنے کون سا بند باندھ دیا؟ ہر چیز کو جھٹلایا جاسکتا ہے مگر ساری دنیا کے مشاہدہ کو جھٹلانا ممکن نہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی ''بعثت ثانیہ'' پر کامل صدی کا عرصہ گزر چکا ہے۔ دنیا کے حالات پر نظر کر کے فیصلہ کرو کہ کیا مرزا غلام احمد قادیانی کے ان بلند آہنگ دعوؤں سے دنیا کا رخ بدلا؟ فسق وفجور، ظلم اور کفر وارتداد میں کوئی کمی واقع ہوئی؟ گھر بیٹھے

اعلیٰ واکمل روحانیت کے دعوے کیے جانا کیا مشکل ہے مگر سوال تو یہ ہے کہ اس ''روحانیت،، کا مصرف کیا تھا، اس کا نتیجہ کیا نکلا؟

ساری دنیا کی اصلاح کا قصہ بھی رہنے دیجیے، خود مرزا غلام احمد قادیانی کے ہاتھ پر جن لوگوں نے بیعت کی اور سالہا سال تک ان کی صحبت سے جو لوگ مستفید رہے، سوال یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی ''اعلیٰ و اکمل روحانیت،، نے کم از کم انھی کی زندگیوں میں کیا انقلاب برپا کیا؟ اس کے لیے کسی خارجی شہادت کی ضرورت نہیں، بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۸۹۳ء کے ''اشتہار التوائے جلسہ،، میں جو ''شہادۃ القرآن،، کے ساتھ ملحق ہے، اپنی جماعت کی ''اخلاقی بلندی،، کا جو نقشہ کھینچا ہے اسی کا مطالعہ کافی ہے۔ اس کا خلاصہ یہاں درج کرتا ہوں۔

مرزا کی ''بعثت ثانیہ،، پر تیرہ چودہ سال کا عرصہ گزر رہا ہے، مگر ان کی جماعت کے بیشتر افراد بقول ان کے اب تک نااہل، بے تہذیب، ناپاک دل للّٰہی محبت سے خالی، پرہیز گاری سے عاری، کج دل، متکبر، بھیڑیوں کی مانند، سفلہ، خود غرض، لڑا کے، حملہ آور، گالیاں بکنے والے، کینہ ور، کھانے پینے پر نفسانی بحثیں کرنے والے، نفسانی لالچ کے مریض، بد تہذیب، ضدی، درندوں سے بدتر اور درحقیقت جھوٹ کو نہ چھوڑنے والے ہیں۔

مزید تیرہ چودہ سال بعد ان کی جماعت کی اخلاقی سطح جس قدر بلند ہوئی، مرزا غلام احمد قادیانی اپنی آخری تصنیف میں اس کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچتے ہیں:

''ابھی تک ظاہری بیعت کرنے والے بہت سارے ایسے ہیں کہ نیک ظنی کا مادہ بھی ہنوز ان میں کامل نہیں، اور ایک کمزور بچہ کی طرح ہر ایک ابتلا کے وقت ٹھوکر کھاتے ہیں اور بعض بد قسمت ایسے ہیں کہ شریر لوگوں کی باتوں سے جلد متاثر ہو جاتے ہیں، اور بدگمانی کی طرف ایسے دوڑتے ہیں جیسے کتا مردار کی طرف۔،، (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص:۸۸)

جب مرزا غلام احمد قادیانی کی پوری زندگی کی پچیس تیس سالہ محنت کا ثمرہ بقول ان کے ''جیسے کتا مردار کی طرف،، نکلا تو اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ان کے بعد ان کی جماعت کی ''روحانیت،، کا معیار کتنا ''بلند،، ہوگا؟ لاہوری فریق نے قادیانی فریق کے اما (مرزا محمود) اور اس کے مقتدر لیڈروں پر، اسی طرح قادیانی فریق نے لاہوری فریق کے امیر (مسٹر محمد علی) اور اس کے ممتاز ممبروں پر (جو سب کے سب مرزا غلام احمد قادیانی کے یار غار [ا] اور طویل صحبت یافتہ تھے) الزامات کی جو بوچھاڑ کی ہے وہ کس کے علم میں نہیں؟ ان میں اخلاقی اعتبار سے زنا، لواطت، چوری، بدکاری، قتل وغارت، تعلّی وتکبر، حرام خوری، خود غرضی، فریب کاری، مغالطہ اندازی اور بد دیانتی کے الزامات اور دینی لحاظ سے کفر و شرک، ارتداد و نفاق اور تحریف و تلبیس وغیرہ کے الزامات سرفہرست ہیں۔

یہ وہ لوگ تھے جن کی مرزا غلام احمد قادیانی کی اقویٰ و اکمل اور اشد روحانیت نے برسہا برس تک تربیت کی جن کو مرزا غلام احمد قادیانی کے ''فرشتہ،، کہلانے کا شرف حاصل ہوا، جن کے حق میں مرزا غلام احمد قادیانی نے الہامی بشارتیں سنائیں جو

مرزا غلام احمد قادیانی کے نقیب اور داعی تھے۔ انھی کے ایسے اخلاقی قصے (جن کو سن کر تہذیب وشرافت سر پیٹ لے) گلی کوچوں میں گائے جاتے ہیں، اخباروں اور رسالوں میں چھپتے ہیں اور ان کی صدائے بازگشت سے عدالتوں کے کٹہرے گونج اٹھتے ہیں۔

یہ تھا مرزا غلام احمد قادیانی کی روحانیت کا اصلاحی کارنامہ، اور یہ تھا اس کے اس پرغرور دعوے کا نتیجہ کہ ان کی روحانیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے۔ اللہ ہمارے بھائیوں کو فہم وبصیرت بخشے اور صراط مستقیم کی ہدایت فرمائے۔

خلاصہ یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ (قادیان میں دوبارہ تشریف آوری) کا عقیدہ پیش کرنا، خودکو بروز محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت سے محمد رسول اللہ قرار دینا، اور پھر اس قادیانی بعثت کو مکی بعثت سے اعلیٰ وبرتر قرار دینا نہ صرف اسلامی عقیدہ کے خلاف، اور قرآن کریم کی تصریحات کے منافی ہے، بلکہ یہ عقل وخرد کے اعتبار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر بدترین ظلم اور آپ سے ناقابل برداشت مذاق ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والوں کے دل میں اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وحرمت کی کوئی رمق باقی ہے تو ان سے حرمت نبوی کا واسطہ دے کر عرض کرتا ہوں کہ خدارا ان حقائق پر غور فرمائیں، اور مرزا غلام احمد قادیانی کی پیروی سے دستکش ہو کر حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت سے وابستہ ہو جائیں۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ان بھولے بھٹکے بھائیوں کو بھی صراط مستقیم کی ہدایت فرمائے اور شیطان لعین کے چنگل سے نجات عطا فرمائے۔

وصلی اللہ علی خیر خلقه سیدنا و مولانا محمد خاتم

النبیین وعلیٰ واله واصحابه اجمعین الیٰ یوم الدین

rahmat.JPG not found.

# احمدی اور تصورِ ختم نبوت: ایک احمدی جوڑے سے گفت گو

ڈاکٹر محمد شہباز منج ☆

ایک یونیورسٹی کی احمدی طالبہ میری نگرانی میں ایم فل کا تھیسز لکھ رہی ہے۔ وہ اپنے کام کے سلسلے میں اپنے خاوند کے ساتھ میرے پاس آتی ہے۔ پہلی دفعہ تو وہ دونوں بہت گھُٹے گھُٹے سے لگے، تاہم میں نے روٹین کے مطابق ان سے بساط بھر عام نرم و مہمان نواز لہجے اور ٹون میں بات کی، اور کام سے متعلق لڑکی کی رہنمائی بھی کی۔ دی گئی رہنمائی کے مطابق کام کرنے کے بعد وہ دونوں میاں بیوی گذشتہ روز پھر آئے۔ رسمی ملاقات اور اور تھیسز سے متعلق گفت گو کے بعد میں نے کہا: میں ایک تحقیقی ذہن کا آدمی ہوں اور آپ بھی محقق ہیں، میری کسی بات کو مائینڈ نہیں کرنا، نہ میں آپ کی کوئی بات مائینڈ کروں گا، میں تفہیم کی خاطر آپ سے آپ کے مذہب کے حوالے سے ایک اہم سوال کرنا چاہتا ہوں، اگرچہ میں اپنے طور پر اس ضمن میں کچھ معلومات رکھتا ہوں، لیکن میں آپ سے جاننا چاہتا ہوں کہ آپ لوگ مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں یا نہیں؟ لڑکی نے کہا: ہم نے مرزا صاحب کی کتابوں میں تو کہیں نہیں پڑھا کہ انھوں نے اس طرح خود کو نبی لکھا ہو، جس طرح عام لوگ سمجھتے ہیں! میں نے کہا: تو پھر مطلب یہ ہوا کہ مرزا کے ساتھیوں اور پیروکاروں نے خود سے انھیں نبی کہنا شروع کر دیا! اگر ایسا ہے تو ان لوگوں نے خود سے بھی اور مرزا صاحب سے بھی زیادتی کی! لڑکی کہنے لگی: نہیں سر! انھوں نے تو دراصل مہدی ہونے کا دعوی کیا اور اس کے بارے میں حدیثیں بھی موجود ہیں۔ میں نے کہا: تو پھر یوں کہیے کہ مرزا صاحب نے نبی نہیں مہدی یا مسیح موعود ہونے کا دعوی کیا، تو پھر ان کو نبی کہنا غلط ہوا۔ لڑکی بولی: نہیں سر! دراصل ان کی نبوت محمد ﷺ کی نبوت کے تابع ہے، آپ کی نبوت کے اندر رہتے ہوئے آپ نے دین کی سربلندی اور تجدید کے لیے کام کیا۔ میں نے کہا: تو مجدد تو اور بھی بہت ہوئے ہیں امت میں، مرزا صاحب بھی اگر اسی طرح کے مجدد تھے، تو اس کے لیے نبوتِ محمدی ﷺ کے تابع نبوت کی کیا ضرورت تھی؟ فقط مجددیت سے کام چل سکتا تھا، لاہوری جماعت نے ان کو مجدد مانا بھی ہے، اور اسی بنا پر مین سٹریم احمدیوں سے ان کا اختلاف بھی ہے۔ پھر اگر آپ مرزا صاحب کو مجدد ہی مانتے ہیں تو آپ کا لاہوریوں سے کیا اختلاف ہے؟ نیز مجددیت اور نبوت میں جو کنفیوژن پیدا ہو رہی ہے، اس کو آپ کیسے حل کریں گے؟ مجھے فقط یہ سمجھا دیں کہ آپ کے نزدیک مرزا صاحب کا سٹیٹس، مجددیت، نبوت اور مہدویت وغیرہ میں سے فی الواقع کیا ہے؟ لڑکی احمدیت اور اسلام کے بارے میں قابلِ ذکر معلومات رکھتی تھی، لیکن مجھے وہ دوٹوک یہ بتانے میں ناکام رہی کہ ان کے نزدیک مرزا صاحب کا اصل سٹیٹس کیا ہے! وہ مختلف طریقوں سے مذکورہ تینوں چیزوں کو مرزا صاحب سے متعلق قرار دے رہی تھی۔ میں نے کہا اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں محض ایک دو باتیں کرلوں! وہ بولے ضرور سر! میں نے کہا: دیکھیے: مرزا صاحب کا خود کو کھل کر نبی نہ کہنا یا اپنی نبوت کو حضور ﷺ کی نبوت کے تابع قرار دینا یا اپنی نبوت کی تعبیریں ظلی و بروزی نبوت وغیرہ سے کرنا، اور آپ لوگوں کا کھل کر مرزا صاحب کو نبی نہ کہنا اور اس کی مختلف تعبیریں



☆ یونیورسٹی آف سرگودھا

کرنا، اس حقیقت کا عکاس ہے کہ مرزا صاحب کو اس بات کا یقینی علم تھا کہ اسلام کے اندر نئی نبوت کی کوئی گنجایش نہیں، اگر انھوں نے کھل کر خود کو نبی کہا، تو وہ مسلمان ہو کر نہیں رہ سکیں گے، اور نہ اس معاملے میں ان کو کوئی مقبولیت مل سکتی ہے۔ یعنی وہ مسلمانوں میں ختم نبوت کے واضح سٹیٹس کو جانتے تھے، جبھی تو وہ اس کی تاویلیں کرتے تھے، اور جبھی آپ لوگ اس کی تاویلیں کر رہے ہیں! مزید یہ کہ یہ جو بات کی گئی کہ خاتم النبیین کے قرآنی الفاظ ایسے ہی ہیں جیسے خاتم الاولیا یا خاتم المفسرین وغیرہ کے الفاظ، تو اس سے ثابت تو یہ کیا جاتا ہے کہ نبوت ختم نہیں ہوئی اور آپ ﷺ کے بعد بھی نبی آسکتا ہے، جیسا کہ خاتم الاولیا یا خاتم المفسرین کے بعد بھی ولی یا مفسر ہو سکتے ہیں، لیکن دوسری طرف مرزا صاحب خود کو کھل کر نبی بھی نہیں کہہ رہے۔ سوال یہ ہے کہ جب شرعاً نیا نبی آسکتا ہے، تو اس میں شرمانے اور کان کو اِدھر اُدھر سے پکڑنے کی ضرورت کیا ہے، بلا کسی تاویل اور خوف و جھجک کے مرزا صاحب کو بھی کہنا چاہیے تھا کہ وہ نبی ہیں اور آپ لوگوں یا ان کے پیروکاروں کو بھی ڈنکے کی چوٹ پر کہنا چاہیے کہ وہ نبی ہیں! بہ الفاظِ دیگر مرزا صاحب اور ان کے پیروکاروں کا رویہ خود بتاتا ہے کہ ان کے نزدیک خاتم النبیین کی مذکورہ تعبیر درست نہیں اور وہ جانتے ہیں کہ اسلام میں کسی نئے نبی کی کوئی گنجایش نہیں، ورنہ نہ مرزا صاحب اپنے سٹیٹس کو یوں کنفیوز رکھتے اور نہ ان کے پیروکار ہمیشہ کے لیے کنفیوژن میں پڑے رہتے۔ وہ میاں بیوی میری باتوں پر کافی غور کر رہے تھے، اور اکثر جگہ اثبات میں سر ہلا رہے تھے۔ میں سوچ رہا تھا کہ پتہ نہیں میری کسی بات سے وہ اپنے کسی نظریے پر نظر ثانی کریں گے یا نہیں۔ لیکن اتنا ضرور ہے کہ اگر ان کا خوف اتار کر کھلے ماحول میں ان سے مکالمہ اور گفت گو ہو تو قادیانیت کی تفہیم بھی صحیح ہو سکے گی، اور ان کے بہت سے لوگ دائرۂ اسلام میں واپس بھی آجائیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں کے اپنے خول میں بند ہونے کے بہت حد تک ذمے دار مسلمان ہیں۔ واللہ! ان لوگوں کے پاس ایک دلیل ایسی نہیں، جو کسی ذرا سے سنجیدہ مسلمان کو قائل کر سکتی ہو اور ایک عام سے سنجیدہ مسلمان کے پاس سو دلیلیں ہیں، جو ان کو قائل کر سکتی ہیں، یا کم از کم سوچنے پر مجبور کر سکتی ہیں۔ یہ جوڑا ذرا کھلا تو ایک عجیب بات سامنے آئی۔ لڑکی کے خاوند نے کہا: سر! میرا تو خود اس سے اختلاف رہتا ہے اور میں کہتا ہوں کہ قادیانیت غلط ہے، لیکن یہ نہیں مانتی، میں نے ان کی کئی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے، مرزا صاحب ایک جگہ خود کو نبی کہتے ہیں اور کچھ آگے جا کر اس کا انکار کر دیتے ہیں۔ لڑکی بولی سر! ان کا تعلق سیالکوٹ سے ہے انھوں نے میرے بھائی سے کہا کہ میں نے بیعتِ خلافت کر لی ہے، اور میرے خاندان والوں نے مجھ سے تعلق توڑ لیا ہے، مجھے کوئی رشتہ نہیں دیتا، انھوں نے جماعت میں بات کی تو لوگوں نے کہا کہ آپ اپنے گھر سے ابتدا کریں، اپنی بہن اس سے بیاہ دیں۔ یوں (گویا تالیف قلب کے طور پر) ان سے میری شادی ہو گئی۔ شادی کے کچھ دن بعد ہی انھوں نے مجھ سے اختلاف کرنا شروع کر دیا۔ دراصل ان کا خیال تھا کہ رشتہ تو کریں، مذہب تو مرد کا ہی ہوتا ہے، وہ عورت کو قائل کر لیتا ہے، لہٰذا یہ مجھے قائل کر کے گھر لے جائیں گے اور بڑا ثواب پائیں گے، لیکن ایسا ہوا نہیں، اس کو میرے پاس آنا پڑا ہے۔ ہمارے دو بچے ہیں۔ یہ ہماری رسمیں بھی ادا کرتا ہے، اور بیچ بیچ میں ہمیں غلط بھی کہنے لگتا ہے۔ ہمارا اختلاف اکثر ہوتا رہتا ہے۔ واضح رہے کہ لڑکے کی تعلیم واجبی سی ہے اور لڑکی ایم فل اسلامیات کر رہی ہے۔

**(ماہنامہ ''الشریعۃ'' گوجرانوالہ، فروری 2017ء)**

# سلفی کی سیلفی

غلام ابوبکر صدیقی بن حضرت مولانا محمد نافعؒ

گزشتہ دنوں ماہنامہ ''لولاک'' جمادی الاول ۱۴۳۸ھ فروری ۲۰۱۷ء کسی دوست نے ارسال کیا۔ اس میں تبصرہ کتب کے صفحہ نمبر ۵۲ پر ''تذکرہ حضرت مولانا محمد نافعؒ'' تالیف حافظ عبدالجبار سلفی پر تبصرہ شائع ہوا ہے۔ مبصر کا نام درج نہیں بلکہ صرف ادارہ تحریر ہے۔ اس میں ''تذکرہ مولانا محمد نافعؒ'' کے مندرجات پر تبصرہ کم اور مؤلف کی تعریف وتوصیف زیادہ ہے۔ مبصر عموماً کتاب کا بغور مطالعہ کرتا ہے اس کے بعد کتاب کے مندرجات پر تبصرہ لکھتا ہے۔ کتاب کے جو مستحسن پہلو ہوں ان کی تعریف اور جو قابل نقد پہلو ہوں ان پر تنقید کی جاتی ہے۔ لیکن اس تمام تبصرہ میں مصنف کی تعریف کے ڈونگرے بجائے گئے ہیں اور حضرتؒ کے وارثین اور لواحقین کو مورد الزام ٹھہرایا گیا ہے جیسا کہ وہ مصنف کو کام کرنے نہیں دے رہے بلکہ اس کی راہ میں رکاوٹ بن رہے ہیں اور بندہ نے جو اظہار برأت شائع کرایا تھا اس کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے۔

سب سے پہلے میں یہ دعویٰ سے کہہ رہا ہوں کہ یہ سلفی صاحب کی اپنی سیلفی ہے۔ اس نے یہ تبصرہ خود لکھا ہے، اپنی ستائش خود کی ہے اور اپنے منہ میاں مٹھو بنے ہیں، کسی اور کی تحریر نہیں ہے۔ یہ مکمل تبصرہ سلفی صاحب کی اپنی سیلفی ہے۔

بندہ نے اس سے برأت کا اظہار کیوں کیا؟ اس کی وضاحت درج ذیل ہے۔ امید ہے کہ منصف مزاج خود فیصلہ کرلیں گے کہ زیادتی کس فریق کی ہے۔ سلفی صاحب کی علماء، مشائخ، مشاہیر اور شرفاء پر جارحانہ اور سوفیانہ تنقید، تضحیک اور تذلیل آمیز عبارات میں سے چند اقتباسات تحریر کروں گا۔ اس سے آپ خود فیصلہ کرلیں کہ سلفی صاحب نے کیا گل کھلائے ہیں۔ کیا ان کے ساتھ اتفاق کیا جاسکتا ہے۔ مبصر صاحب کو پتہ نہیں یہ تحریریں کتاب میں کیوں نظر نہیں آئیں۔ اصل میں جب مبصر اور مصنف ایک ہی ہو تو پھر تضحیک اور تذلیل آمیز عبارات خاک نظر آنی ہیں۔

مشت نمونہ از خروارے کے طور پر چند حوالہ جات درج کررہا ہوں ورنہ نصف سے زیادہ کتاب متنازعہ ہے۔

۱۔ ''تنظیم اہل سنت کے بارے میں ۲۷ صفحات تعریف وتوصیف میں سیاہ کرنے کے بعد صفحہ ۱۹۷ پر رقمطراز ہیں کہ ''تنظیم پر ایک ایسا وقت بھی آگیا ہے کہ ان پڑھ مبلغین کا ایک چھوٹا سا ریوڑ ہی بچ پایا۔'' کیا اس سے اتفاق کیا جاسکتا ہے؟

حضرت علامہ تونسویؒ کے ہمارے والد گرامی القدر کے ساتھ جو دوستانہ تعلقات، باہمی محبت کے روابط تھے ان کو مدنظر رکھ کر اس عبارت کو برداشت کیا جاسکتا ہے۔ ان دونوں حضرات کی باہمی محبت اس طرح تھی کہ حضرت تونسویؒ جب اِدھر سے یعنی محمدی شریف کے قریب سے گزرتے تو ملاقات کیلئے ضرور تشریف لاتے۔ جب آخری دفعہ تشریف

لائے تو حضرت تونسویؒ بھی معذور تھے اور حضرت والد گرامی القدر بھی معذور تھے۔ حضرت تونسویؒ گاڑی میں بیٹھے رہے، نیچے نہیں اتر سکتے تھے۔ ہم نے حضرت والد گرامی القدر کی چار پائی اٹھا کر گاڑی کے قریب رکھ دی۔ دونوں حضرات آپس میں باتیں کرتے رہے اور ایک دوسرے کی زیارت کی۔

کیا حضرت تونسویؒ کی اولاد مولانا عبدالغفار تونسوی، مولانا عبدالحمید تونسوی اور دیگر علماء بھیڑوں کا ایک ریوڑ ہیں؟ آپ خود ہی فیصلہ کریں۔

۲-صفحہ ۱۵۵ پر ہمارے تایا زاد بھائی حضرت مولانا محمد ذاکرؒ کے بیٹے اور حضرت کے بھتیجے مولانا محمد رحمت اللہ صاحب سجادہ نشین خانقاہ محمدی شریف، ایم پی اے کو ''باگڑ بلا'' کے خطاب سے نوازا۔ جب وہ پڑھیں گے تو ان کا اور ہمارا تعلق کیا رہ جائے گا۔ کیا سلفی صاحب ہمارے گھر میں فساد برپا کرنا چاہتے ہیں۔

۳-صفحہ ۳۶۶ کے حاشیہ میں مولانا عنایت اللہ صاحب سانگلہ ہل بریلوی عالم کی خوب درگت بنائی ہے۔ ان کو بسیار خور اور پتہ نہیں کون کون سے القابات سے نوازا ہے۔ خود ہی ملاحظہ کرلیں۔ مذکور مولانا صاحب کا قصور صرف اتنا ہے کہ وہ شیعہ مناظر کے مقابل میں حضرت والد گرامی القدر کے معاون تھے۔ ان کو اس تعاون کا صلہ سلفی صاحب نے خوب دیا ہے۔

۴-صفحہ ۴۰۸ کے حاشیہ میں حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالویؒ کے چچا میاں محمد سعد اللہؒ کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ ''کچھ لوگوں کا ضمیر مردہ ہوتا ہے مگر کچھ کا سرے سے ہوتا ہی نہیں ......الخ'' اور صفحہ ۶۳۲ پر انہی میاں سعد اللہؒ کے بیٹے میاں رب نوازؒ کا ایک تعریفی خط جو انہوں نے حضرت والد گرامی القدر کے نام لکھا تھا جس میں حضرت کی تمام کتب کی تعریف و توصیف تحریر کی تھی، شائع کیا ہے۔ اس تضاد کے بارے میں کیا خیال ہے؟ باپ کی توہین کی جارہی ہے اور بیٹے کی تعریف کی جارہی ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے خاندان کا خانوادۂ سیال شریف کے ساتھ تقریباً ایک صدی سے خانقاہی تعلق چلا آرہا ہے۔ حضرت والد گرامی ان سے اختلاف کے باوجود ان کا احترام کرتے تھے اور ہمیں ان کا احترام کرنے کا حکم دیتے تھے۔ کیا حضرتؒ کے انتقال کے بعد ارادت کے تعلق کا حق اسی انداز میں ادا کیا جاتا ہے جس طرح سلفی صاحب کررہے ہیں اور ہمارے کندھے پر رکھ کر فائر کررہے ہیں۔

۵- جماعت اسلامی کے بانی مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی تصنیف ''خلافت وملوکیت'' کے اعتراضات کے جواب میں حضرت والد گرامی القدر نے ''مسئلہ اقربا نوازی'' تحریر فرمائی لیکن کہیں بھی مولانا مودودی مرحوم و مغفور کا ذکر نہیں کیا اور نہ ہی ان کی طرف اشارہ کیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود جماعت اسلامی کے مقتدر رہنماؤں نے حضرت کے ساتھ تعلق قائم رکھا اور حضرت نے بھی ان سے تعلقات کو منقطع نہیں ہونے دیا بلکہ حضرت مولانا عبدالمالک کے ساتھ دوستانہ مراسم قائم رکھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان حضرات نے والد گرامی القدر کے انتقال کے بعد اپنے عمدہ تأثرات مضامین اور مقالات کی صورت میں ارسال کیے جو سلفی صاحب نے تذکرہ میں شائع بھی کیے ہیں۔ صرف حافظ ادریس صاحب کا

مضمون شائع نہیں کیا لیکن اس پر تنقید صفحہ نمبر ۶ پر بھرپور انداز میں کردی ہے۔ جناب لیاقت بلوچ صاحب، جناب ڈاکٹر فرید احمد پراچہ صاحب اور جناب حضرت مولانا عبدالمالک صاحب کے مضامین اور مقالات تذکرہ میں شامل ہیں لیکن یہ خوشگوار تعلقات اور حضرت کی تعریف و توصیف سلفی صاحب کو ایک آنکھ نہیں بھائی بلکہ ان کے بانی مولانا مودودیؒ کے خلاف صفحہ ۲۲۸ پر خواہ مخواہ تنقید اور غلط الفاظ میں عنوانات باندھ کر ان کی تضحیک کی ہے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟ ایک آدمی آپ کی عزت کر رہا ہے، آپ کا ادب واحترام کر رہا ہے لیکن آپ خواہ مخواہ اس کے خلاف لکھنا شروع کر دیں اور اس کو آڑے ہاتھوں لیں۔ کیا ان کے احترام اور توقیر کا صلہ اسلام نے اس طرح دینے کا سکھایا ہے۔ جبکہ حضرتؒ نے ان کے ساتھ اختلاف کیا ہے تو ان کو ''احباب'' اور ''حضرات'' کر کے مخاطب کیا ہے۔ میرے خیال میں اسلام میں اخلاقیات کا درس سلفی صاحب کے نزدیک علماء کیلئے نہیں بلکہ جہلاء کیلئے ہے اسی لئے سلفی صاحب جیسا عالم تمام اخلاقی قواعد وضوابط سے آزاد ہے۔

۶۔ صفحہ ۳۰۵ پر علامہ طاہر القادری صاحب کو ''شیخ الظلام'' تحریر کیا گیا ہے اور صاحبزادہ نصیر الدین گولڑوی اور علامہ ریاض حسین پر بھی بے جا تبصرہ اور تنقید کی گئی ہے جس کا والدگرامی کی سوانح سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ صرف سلفی صاحب کا ہی خاصہ ہے کہ جن لوگوں کا حضرت کے ساتھ ذاتی، علمی یا روحانی تعلق تھا وہ بھی ان کی نشتر زنی اور چابک دستی سے محفوظ نہیں رہے اور وہ حضرات جن کا حضرت سے کوئی تعلق نہیں بلکہ کوئی ملاقات بھی نہیں وہ بھی سلفی صاحب کی مار دھاڑ سے نہیں بچ پائے۔ سلفی صاحب کا جوڈو کراٹے والا اسلوب اور طرزِ تحریر ہے۔ ان سے کوئی بچ نہیں پاتا۔ کسی کو طمانچہ رسید کرتے ہیں تو دوسرے کو ٹانگ مارتے ہیں۔ کسی کو مکہ رسید کرتے ہیں تو کسی کو ٹکر مارتے نظر آتے ہیں۔ ان کے جوڈو کراٹے کے منفرد اسلوب سے کوئی بچ پائے تو اس کو قسمت کا دھنی سمجھا جائے۔

سلفی صاحب ماہنامہ ''لولاک'' جمادی الاول ۱۴۳۸ھ صفحہ ۲۵ پر رقمطراز ہیں کہ ورثا نے کسی رسالہ کا وقیع نمبر شائع نہیں کرایا۔ خبث باطن خود ہی باہر آجاتا ہے۔ سلفی صاحب آپ کو یاد ہوگا مولانا زاہد الراشدی صاحب ماہنامہ ''الشریعہ'' کا نمبر شائع کرنا چاہتے تھے لیکن آپ نے مخالفت کی تھی کہ کسی نمبر وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے سوانح تیار کر لی ہے اس لئے اگر کسی جریدہ کا نمبر شائع ہو گیا تو سوانح کی افادیت کم ہو جائے گی اور ہمیں منع کیا تھا کہ کسی رسالہ کو مواد نہ دیں تاکہ سوانح عمری کی اہمیت برقرار رہے اور اب ہمیں طعنہ کس منہ سے دے رہے ہو۔ اصل میں ''دروغ گورا حافظہ نہ باشد'' والا مسئلہ ہے۔

سلفی صاحب اپنے آپ کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہوئے لکھ رہے ہیں ''سلفی صاحب کو لکھنے سلیقہ آتا ہے، تحقیق کے خوگر ہیں''۔ ماشاء اللہ آپ کو واقعی لکھنے کا سلیقہ آتا ہے کیونکہ آپ کا قلم مار دھاڑ کرتا، طعن و تشنیع کرتا، نشتر زنی کرتا، شرفاء، علماء اور مشائخ کی پگڑیاں اچھالتا، ان کی عزت کو تار تار کرتا نظر آتا ہے حتیٰ کہ اپنے ممدوح کو بھی نہیں بخشتا۔ اس لئے مولانا محمد نافعؒ

پر بھی تنقید اور تبصرہ کرنے سے گریز نہیں کیا اور وہ بھی مولوی اسماعیل گوجروی کے مقابلہ میں۔ ملاحظہ فرمائیں تذکرہ ۳۶۹ تحت عنوان مناظرہ منڈی پھلروان۔

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کرو ہم جو عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

اس سے آگے سلفی صاحب اپنے آپ پر تبصرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: ''جس نے جو لکھا وہ اس کی ملکیت ہے، جیسے چاہے وہ شائع کرے۔''

سلفی صاحب! بندہ کی آپ سے گزارش ہے کہ ایک آدمی مستری مزدور کو مکان بنانے کیلئے جگہ دِکھاتا ہے، ان کو میٹریل اور تمام سامان مہیا کرتا ہے، مزدوری دیتا ہے۔ جب مکان تیار ہو جائے تو وہ مستری مزدور مکان پر قابض ہو جائیں اور کہیں کہ یہ ہم نے بنایا ہے، یہ ہماری ملکیت ہے، ہم اس کو نہیں چھوڑتے۔ آپ کا دعویٰ بھی ان مستری اور مزدوروں جیسا ہے۔ آپ نے ہم سے حضرت کے مسودات، ڈائریاں، خطوط اور سوانح سے متعلقہ تمام مواد لیا اور بندہ اور حافظ ندیم مالک ''دارالکتاب'' نے آپ کو 28,000 (مبلغ اٹھائیس ہزار روپے) ادا کئے اس کے بعد آپ اکڑ گئے اور اپنے کل پرزے نکالنا شروع کر دیئے اور سینہ زوری سے بلا اجازت پہلے ''فیضان علم'' کے نام سے ایک کتابچہ شائع کیا۔ اس کتابچہ کو ہم نے ضبط کیا تو آپ نے تذکرہ کی اشاعت بلا اجازت کر ڈالی حالانکہ یہ مذکورہ رقم جو آپ کو ادا کی گئی تھی وہ ''رحمآء بینھم ویلفیئر ٹرسٹ'' کی طرف سے تھی اس لئے تذکرہ کے حقوق اشاعت رحمآء بینھم ٹرسٹ کے ہیں، اشاعت کے ساتھ ادارہ مظہر التحقیق اور آپ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ آپ نے غیر اخلاقی اور غیر قانونی حرکت کی ہے۔ آپ سے جب تالیف کرنے کی بات ہوئی تھی اس وقت واضح طور پر کہا گیا تھا کہ ''تذکرہ'' ''رحمآء بینھم ویلفیئر ٹرسٹ'' کی طرف سے شائع ہوگا۔ سخن اول کے عنوان کے تحت آپ خود اعتراف کر رہے ہیں کہ تمام مطلوبہ مواد، ڈائریاں اور خطوط میں نے حضرتؒ کے بیٹوں سے حاصل کئے ہیں اور انہوں نے مجھے سوانح مرتب کرنے کا حکم دیا ہے اور تذکرہ کے ہی شروع کے صفحہ پر ایک ضروری وضاحت کے عنوان کے تحت ہمیں ہی چالاک، تیز طبع، شہرت پسند، زر پرست، حاسد، سرقہ باز، بددیانت اور گھٹیا پن کے خطابات سے نواز رہے ہیں۔ یہ تو ''الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے'' والا معاملہ ہے۔ میں تو یہی کہہ سکتا ہوں کہ:

شرم تم کو مگر نہیں آتی

ایک ضروری وضاحت کے عنوان میں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ مسودہ تیز طبع لوگوں کے ہاتھ آگیا ہے حالانکہ یہ مسودہ آپ نے ہمیں بذریعہ ڈاک ارسال فرمایا تھا اور ایک خط بھی تحریر کیا تھا اس مسودہ کی تصحیح کی جائے۔ جب ہم دونوں بھائیوں نے ترامیم اور تصحیحات کیں تو آپ بگڑ گئے۔ آپ نے ان کو ماننے سے انکار کر دیا اور فون پر آپ نے فرمایا کہ ''میں مولانا محمد نافع نہیں بن سکتا، وہ انتقال کر گئے، ان کا اسلوب اور طرز تحریر ان کے ساتھ دفن ہو گیا۔ میں قاضی مظہر حسین صاحب کا شاگرد، مرید اور تربیت یافتہ ہوں۔ ان کے اسلوب کے مطابق سوانح مرتب کروں گا۔''

بندہ کی طرف سے گزارش ہے کہ جب تمام مواد لینے کیلئے آپ بمعہ حافظ ندیم صاحب تشریف لائے تو میرے بڑے بھائی محترم میاں مختار عمر مرحوم و مغفور نے آپ سے ہماری موجودگی میں آپ سے وعدہ لیا تھا کہ آپ ہمارے والد صاحب گرامی القدر کا اسلوب اور ہمارے اکابر کے مسلک کو سامنے رکھ کر سوانح مرتب کرنی ہے۔ ہمارے بزرگوں کا تمام مکاتب فکر کے لوگ احترام کرتے ہیں اور ان سے ملاقات کیلئے آتے رہتے ہیں۔ اس لئے ہم کسی پر تنقید اور تبصرہ برداشت نہیں کریں گے۔ اس وقت آپ نے ان تمام شرائط کو تسلیم کیا اور کہا کہ میرا تعلق بھی خانقاہی نظام سے ہے اس لئے میں اعتدال کے ساتھ سوانح مرتب کروں گا اور حضرت گرامی القدر کا اسلوب مدنظر رکھوں گا لیکن جب آپ نے مسودہ بھیجا اور اس کو ہم دونوں بھائیوں نے ملاحظہ کیا تو وہ مذکورہ بالا قواعد و ضوابط کے بالکل برعکس تھا۔ آپ سے فون پر رابطہ کیا تو آپ نے مذکورہ جواب دیا۔ پہلے بندہ لکھ چکا ہے کہ ''دروغ گو را حافظہ نہ باشد''۔ یہی مقولہ سلفی صاحب پر صادق آتا ہے۔ آپ کو جوڑ و کراٹے اور نشتر زنی کا اسلوب مبارک ہو جس سے کوئی شریف آدمی محفوظ نہیں رہتا کیونکہ شریف اور معزز آدمی ہی دوسرے شریف اور عزت دار آدمی کی عزت کرتا ہے۔ کمینہ اور کم ظرف آدمی جس کی اپنی کوئی عزت، حیثیت یا توقیر نہیں ہوتی وہ دوسروں کی عزت یا احترام خاک کرے گا۔ وہ اسی طرح ہر شریف آدمی کی پگڑی اچھالتا پھرے گا۔ بہر صورت ہمیں اس عزت افزائی سے محروم رکھیں تو ہمارے لئے اور آپ کیلئے بھی بہتر ہوگا۔ حضرت والد گرامی القدر کی عزت جب آپ کے قلم سے محفوظ نہیں رہی تو کس کی عزت محفوظ رہے گی۔

دراصل آپ کو پہلی ملاقات میں حضرت والد گرامی القدر نے جو تنبیہ کے طور پر ڈانٹ پلائی تھی اس کا کینہ آپ کے دل میں چھپا ہوا ہے وہ انتقام آپ نے ''تذکرہ'' مرتب کر کے اور اس میں جوڑو کراٹے کا اسلوب اختیار کر کے لیا ہے۔ آپ نے تذکرہ میں عنوان سخن اول میں جس پہلی ملاقات کا ذکر کیا ہے وہ جون ۲۰۰۳ء میں ہوئی حالانکہ حضرت والد گرامی القدر کے پاس کوئی ملاقاتی آتا تو اس کی ملاقات ڈائری میں ضرور درج کرتے لیکن حضرت کی ۲۰۰۳ء کی مکمل ڈائری میں نے چھان ڈالی ہے جون کیا پورے سال میں کہیں آپ کی ملاقات کا ذکر نہیں جبکہ آپ نے ''تذکرہ'' کے سخن اول کے موضوع میں اپنی ملاقات کا ذکر بڑا لہک لہک کر کیا ہے کہ میں ناچتا، کودتا، چھلانگیں لگاتا، مینڈک کی طرح پھدکتا حضرت کے گھر کے دروازے تک جا پہنچا۔ یہاں بھی دروغ گوئی سے کام لیا ہے۔ اول یہ کہ آپ ۲۰۰۳ء میں حضرت اقدس کے ہاں ملاقات کیلئے آئے ہی نہیں ورنہ اس ملاقات کا ذکر ڈائری میں ضرور ہوتا۔ دوم یہ کہ ہمارے ملنے والوں کو معلوم ہے ہمارا مہمان خانہ جس کو عرف عام میں مقامی لوگ لنگر خانہ بولتے ہیں وہ گھر سے دور اور مسجد کے ساتھ ملحق ہے۔ اس لئے آپ ہمارے گھر کے دروازے پر کیسے پہنچ گئے؟

آپ کی حضرت اقدس سے پہلی ملاقات جو میرے اور حضرت کے خادم خاص حافظ غلام رسول کی موجودگی میں ہوئی تھی، وہ آپ کی حضرت اقدس سے پہلی ملاقات ہے۔ اس ملاقات کی تاریخ مجھے یاد نہیں تھی لیکن حضرت اقدس کی ڈائریوں میں تلاش کرنے کے بعد تاریخ معلوم ہوگئی۔ آپ کی پہلی ملاقات حضرت اقدس کی ڈائری کے مطابق ۱۶ر جنوری

۲۰۱۱ء بروز اتوار ہے۔ پتہ نہیں آپ کو یاد ہے کہ نہیں مجھے اور حضرت کے خادم حافظ غلام رسول کو اچھی طرح یاد ہے کہ آپ دس اور گیارہ بجے کے قریب تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ تین یا چار آدمی اور بھی تھے۔ ہمارا ان سے تعارف نہیں ہے بلکہ اس وقت آپ سے بھی تعارف نہیں تھا۔ آپ لوگ گاڑی کھڑی کر کے گیٹ کے اندر تشریف لائے اور آپ تمام لوگوں کے آگے آگے چل رہے تھے۔ حضرت اقدس باہر دھوپ میں چارپائی پر بیٹھے تھے اور ان کا چہرہ شمال کی طرف تھا۔

آپ کو یاد ہوگا کہ آپ ان دنوں حضرت مولانا طارق جمیل صاحب کو اپنے من پسند اور خوبصورت جوڑ و کراٹے والے اسلوب کے تحت تنقید اور نشتر زنی کا نشانہ بنا رہے تھے اور گزشتہ ایک یا دو سال سے مولانا مذکور کی ''تعریف و توصیف'' ماہنامہ ''حق چار یار'' میں قسط وار لکھ رہے تھے۔ جب آپ تشریف لائے تو حضرت اس وقت آپ کے مضمون کی قسط پڑھ رہے تھے۔ آپ نے آتے ہی حضرت سے مصافحہ کیا اور السلام علیکم کہنے کے بعد تعارف کے طور پر کہا عبدالجبار سلفی۔ حضرت اقدس نے آپ کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھا اور وعلیکم السلام کہنے کی بجائے آپ کو واحد کے صیغے سے مخاطب کر کے انتہائی غصے کے انداز میں فرمایا کہ ''تجھے علماء پر تنقید کے علاوہ اور کوئی کام نہیں؟ تو غلطی سے پاک ہے؟ تو نے کبھی غلطی نہیں کی؟'' اس کے بعد بندہ آگے بڑھا اور عرض کیا کہ مہمان ہیں ان کو بیٹھنے تو دیں۔ تب حضرت اقدس کا غصہ ٹھنڈا ہوا۔ بعد میں آپ کو سمجھاتے رہے کہ علماء پر اس طرح تنقید مناسب نہیں ہے لیکن آپ پر خاک بھی اثر نہ ہوا۔ آپ اسی طرح اپنے مربی حضرات کی ڈگر پر چل رہے ہیں۔ ہمیشہ سلیم الطبع مزاج ہی اچھی نصیحت قبول کرتے ہیں۔

یہ ہے آپ کی حضرت اقدس سے پہلی ملاقات کا واقعہ۔ اسی ڈانٹ ڈپٹ کا میں نے گزشتہ سطور میں ذکر کیا ہے۔ آپ نے اس کینہ کا اظہار ''تذکرہ مولانا محمد نافعؒ'' لکھنے کا موقع میسر آنے پر خوب کر دیا ہے۔

ہم دونوں بھائیوں سے یہ غلطی ہوئی کہ ہم نے اس ملاقات کو مدنظر نہیں رکھا ورنہ ہم اس جھک جھک اور جھنجھٹ میں نہ پڑتے اور نہ ہی اس طرح کے جھگڑوں میں پڑنے کا ہمارے اکابر کا مزاج تھا اور نہ ہمارا ہے۔ یہ مبارک شیوہ آپ اور آپ کے مربی حضرات کا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ ان جھگڑوں میں مصروف رکھے لیکن میری آپ سے اپیل ہے کہ آپ ہمیں معاف رکھیں۔ مذکورہ غلطی کی وجہ سے آپ کو حضرت سے انتقام لینے کا موقع میسر آ گیا۔ آپ نے ٹائٹل کے خط سے لے کر کتاب کے آخر تک سب کچھ متنازعہ بنا دیا ہے۔ آپ بندہ سے درجنوں خطوط لے گئے ہیں۔ آپ کو ان میں سے حضرت کا کوئی غیر متنازعہ خط نہیں ملا جو آپ ٹائٹل پر لگاتے۔ آپ نے متنازعہ اور حضرت مولانا شمس الحق افغانی کے شیعہ کتب کے مطالعہ کے بارے جو حضرت کے چند حروف درج ہیں وہ خط آپ نے ٹائٹل پر لگایا ہے تا کہ حضرت مولانا شمس الحق افغانی کا حلقہ اثر حضرت اقدس سے بدظن ہو۔ یہ کتنی بڑی شرارت ہے۔

بندہ کی علماء حضرات سے پر زور درد مندانہ اپیل ہے کہ وہ اس کتاب کا بغور مطالہ فرمائیں۔ ٹائٹل والے خط اور سلفی صاحب کے دوسرے مندرجات پر غور کریں اس کے بعد اس کتاب کے بارے میں تبصرہ لکھیں تا کہ سلفی صاحب

سیلفیاں شائع کرانے سے اجتناب فرمائیں اور بندہ کے حال پر رحم فرمائیں۔

سلفی صاحب ماہنامہ ''لولاک'' میں اپنی سیلفی میں مجھے مخاطب کر کے تحریر فرماتے ہیں:

''کسی کے کام کو دیکھ کر روٹھ جانا، اظہار برأت کرنا بڑے پن کے لائق نہیں۔''

بندہ کی ان سے گزارش ہے کہ کیا گٹر ابل رہا ہو اور اس کے پاس سے گزرتے ہوئے ناک پر کپڑا رکھنا بھی جرم ہے؟

اب بندہ علماء کی خدمت میں ''تذکرہ حضرت مولانا محمد نافعؒ'' کے ابواب کی تفصیل بیان کرتا ہے کہ سلفی صاحب کی کتنی محنت ہے اور حضرت اقدس کا خود کتنا کام کیا ہوا ہے اور مصنف مذکور نے مختلف کتب سے سرقہ کتنا کیا ہے۔

باب نمبر ۱ مکمل حضرت اقدس کی اپنی تحریر ہے۔ حضرت نے اپنے آباء و اجداد کے تذکرے مرتب کر کے رکھے ہوئے ہیں۔ وہ سلفی صاحب نے حضرت کے الفاظ میں ہی دیئے ہیں۔ وہاں سلفی صاحب کا ایک لفظ بھی نہیں ہے۔

باب نمبر ۲ حضرت اقدس کے حالات بھی ''ذکر ذاکر'' اور ''تذکرہ مولانا محمد ذاکر''، ''یادِ ایام'' اور ''الجامعہ'' کا ''حضرت مولانا محمد ذاکر نمبر'' سے لئے گئے ہیں جو بندہ نے سلفی صاحب کو دیئے تھے۔

''ذکر ذاکر'' اور ''تذکرہ مولانا محمد ذاکر'' کے مصنّفین نصرت علی اثیرؔ اور ڈاکٹر حافظ محمد سعد اللہ کی ''تذکرہ مولانا محمد نافعؒ'' کے حواشی میں خوب درگت بنائی گئی ہے۔ علماء حضرات خود ملاحظہ فرمالیں۔

باب نمبر ۳ حضرت مولانا سید احمد شاہ بخاریؒ اور حضرت مولانا قطب الدین اُچھالویؒ اور مولانا ولی اللہ انہی والوں کے حالات خود حضرت نے مرتب کیئے تھے۔ وہی اکثر دیئے گئے ہیں یا پھر یادِ ایام سے مولانا حکیم عطا محمد قریشی کا مواد لیا گیا ہے۔ چند ایک اساتذہ کے حالات سلفی صاحب نے دوسری کتب سے اخذ کیئے ہیں۔

باب نمبر ۴ علماء خود مطالعہ فرمالیں اس کا حضرت والد گرامی القدر کی سوانح کے ساتھ کتنا تعلق ہے۔ چند ایک عنوانات کے علاوہ سب کچھ طوالت کے سوا کچھ بھی نہیں اور نہ حضرت کی سوانح کے ساتھ کوئی تعلق ہے؟ یہ باب اکثر تذکار بگویہ سے لیا گیا لیکن آخر میں ۱۲۱-۱۲۰ پر تذکار بگویہ کے مصنف انوار بگوی صاحب کی خوب گوشمالی کی گئی ہے کیونکہ سلفی صاحب ان مصنّفین بیچاروں کی تصانیف سے فائدہ بھی حاصل کرتے ہیں اور ان کی گوشمالی بھی کرتے ہیں۔

باب نمبر ۵ تنظیم اہل سنت کے عنوان سے مرتب کیا گیا۔ یہ طوالت کے سوا کچھ بھی نہیں اور نہ ہی حضرت کی زندگی کے ساتھ کوئی تعلق ہے۔ حضرت کا تنظیم کے ساتھ جس قدر تعلق تھا اس کا چند صفحات پر ذکر آ سکتا ہے۔ اس میں جناب سردار احمد پتافی کا طویل تعارف اور ان کے دوروں کا ذکر فضول اور طوالت کا سبب ہے لیکن سلفی صاحب ۲۷ صفحات سیاہ کرنے کے بعد آخری صفحہ ۱۹۷ پر سپاہ صحابہ کو ملک میں قتل و غارت اور دہشت گردی کا موجب اور تنظیم اہل سنت کو ان پڑھ مبلغوں کا ایک ریوڑ قرار دیا۔ سبحان اللہ۔ ''کیسا دلنشین اور دلربا اسلوب ہے جس پر جاں فریفتہ کرنے کو جی چاہتا ہے۔''

باب نمبر ۶ میں بعض شیعہ اور اہل سنت کی کتب کی فہرست مرتب کی گئی ہے۔

باب نمبر ۷ کا عنوان ہے ''فیضان علم''۔ ظاہراً تو اس باب میں حضرت اقدس کی کتب کا تعارف اور ہم عصر علماء کی آراء جو حضرت کی کتب کے بارے میں ہیں ان کو ترتیب دیا گیا ہے۔ یہ سب کچھ بھی بندہ کا مہیا کردہ ہے۔ علماء کے خطوط جو آراء پر مشتمل تھے یا کتب کے شروع کی تقریظیں لکھی ہوئی تھیں ان کو سلفی صاحب نے ترتیب دیا ہے۔ البتہ مصنف صاحب نے اس میں جو اضافہ کیا ہے وہ غیر متعلق لوگوں پر تنقید اور طعن و تشنیع ہے۔ مولانا مودودیؒ کو نشتر زنی کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ علامہ طاہر القادری کو ''شیخ الظلام'' لکھا گیا ہے۔ صاحبزادہ نصیر الدین گولڑویؒ مرحوم اور علامہ ریاض آف راولپنڈی اور دوسرے علماء حضرات پر غیر ضروری تنقید کی گئی ہے اور ان علماء کا حضرت اقدس کی سوانح کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اور خواہ مخواہ درمیان میں لا کر ''دلنشین'' پیرائے میں ان کی درگت بنائی گئی ہے۔

''تذکرہ حضرت مولانا محمد نافعؒ'' کی اشاعت سے چند ماہ قبل اس وقت بندہ کے بڑے بھائی میاں مختار عمر مرحوم و مغفور زندہ تھے، سلفی صاحب نے سینہ زوری سے ''فیضان علم'' کے نام سے ایک کتابچہ شائع کر دیا تھا جس میں مذکورہ متنازعہ عبارات تھیں جس وجہ سے بھائی صاحب نے اس کتابچہ کو ضبط کر لیا اور اپنے پاس محفوظ کر لیا تاکہ یہ مارکیٹ میں نہ آئے اور انتشار اور اختلاف کا سبب نہ بنے اور سلفی صاحب سے گزارش کی کہ ان عبارات کو حذف کر دیں لیکن بجائے عبارات حذف کرنے کے ان کو ''تذکرہ'' کا ایک باب بنا دیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف صاحب کے عزائم کچھ اور ہیں کیونکہ وہ ہم ورثاء کی کوئی بات ماننے کو تیار نہیں ہیں۔

باب نمبر ۸ مکمل باب حضرت اقدس کی ڈائریوں سے ترتیب شدہ سلفی صاحب کا موضع رشیدہ کے مناظرہ کے حواشی میں مولانا عنایت اللہ سانگلہ ہل کی بسیا خوری کا مبالغہ آمیز اضافہ اور ان کی توہین ہے۔

باب نمبر ۹ مکمل باب حضرت کی ڈائریوں سے اور کتابچہ ''آپ بیتی'' تصنیف شدہ حکیم سلطان محمود آف جھنگ سلفی صاحب کا اضافہ صرف خواجہ سعد اللہ صاحب مرحوم پر طعن و تشنیع۔ یہ کتابچہ آپ بیتی بھی بندہ نے سلفی صاحب کو دیا۔

باب نمبر ۱۰ والد گرامی القدر کی ڈائریوں سے مرتب شدہ ہے۔

باب نمبر ۱۱ بندہ کا مرتب شدہ اور تحریر شدہ والد گرامی القدر کے بارے یادداشتیں ہیں۔

باب نمبر ۱۲ سلفی صاحب کا اپنا مرتب کردہ ہے لیکن اس میں بہت سارا مواد بندہ کا فراہم کردہ ہے۔ مثلاً فیصلہ شرعیہ، یاد ایام، فوز المقال اور حضرت پر لکھے گئے مقالات۔

باب نمبر ۱۳ حضرت اقدس کی کتب سے ترتیب دیا گیا۔

باب نمبر ۱۴ مکمل باب بندہ کا تحریر کردہ ہے۔

باب نمبر ۱۵ مختلف علماء اور مشاہیر حضرات کے حضرت اقدس کے بارے میں مضامین پر مشتمل ہے یا مختلف رسائل میں چھپے مضامین جو ہم نے جمع کئے ہوئے تھے وہ ہمارے ہی فراہم کردہ ہیں کوئی ایک مضمون سلفی صاحب نے

حاصل کیا ہوتو معلوم نہیں۔ البتہ سلفی صاحب کا اضافہ حواشی میں ہے جس میں ڈاکٹر حافظ محمد سعداللہ کے مضمون اور بھائی میاں مختار عمر کے مضمون پر خوب نشتر زنی کی گئی ہے۔

باب نمبر ۱۶ اور باب نمبر ۱۷ ویسے ہی حضرت کی ڈائریوں کے اقتباسات اور مکاتیب پر مشتمل ہے۔

اب قارئین اس کے مطالعہ سے خود ہی اندازہ کرلیں۔ یہاں سلفی صاحب کی کتنی محنت اور جدوجہد ہے اور ہمارا کتنا مواد فراہم کردہ ہے۔ باب نمبر ۴ جس میں بگوی خاندان کا تفصیلی ذکر اور جلال پوری حضرات کے ساتھ ان کی لڑائی کا حضرت کی سوانح کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ صرف طوالت اور صفحات کا اضافہ ہے۔ قارئین خود ملاحظہ کرسکتے ہیں۔ ہم نے سلفی صاحب کو گزارش کی تھی کہ بگوی خاندان کا جس حدتک محمدی شریف کے ساتھ تعلق ہے اس حدتک اس کا ذکر کریں باقی نکال دیں لیکن وہ کوئی ترمیم ماننے کیلئے تیار ہی نہ تھے۔ خواہ مخواہ جلال پوری حضرات پر تنقید حضرت کی سوانح میں شامل کرنا کہاں کا انصاف ہے۔

باب نمبر ۵ تنظیم اہل سنت کے تعارف کے ساتھ جناب سردار احمد پتافی کی مکمل سوانح دینا بھی طوالت کا باعث ہے۔ صرف صفحات بڑھانے کا ایک بہانہ ہے۔ تنظیم کے ان اجلاسوں کی کارروائی جن میں حضرت اقدس کی شمولیت نہیں ہے وہ بھی غیر متعلقہ ہے۔ ہم نے تجویز دی کہ اس کو مختصر کریں لیکن شاید ان پر صفحات اور کتاب کی ضخامت بڑھانے کا بھوت سوار تھا اس لئے وہ غیر متعلقہ مباحث شامل کرتے گئے اور ہماری کوئی بات بھی ماننے کیلئے تیار نہ ہوئے۔ طعن وتشنیع والے مختلف حواشی اور متنازعہ عبارات کو خارج کرنے کی استدعا بھی درخور اعتنا نہ سمجھی۔ ماہنامہ ''لولاک'' میں سلفی صاحب کی سیلفی پڑھ کر علامہ اقبال مرحوم کا یہ شعر ہی لکھ سکتا ہوں۔

اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت    دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

اب قارئین کو ''تذکرہ مولانا محمد نافع'' کے بارے میں بعض حضرات کی آراء پیش کرتا ہوں جو انہوں نے ارسال کی ہیں۔ حضرت مولانا عبیداللہ ساجد صاحب زید مجدہ مہتمم مدرسہ احیاء السنہ للبنین والبنات فاروقہ ضلع سرگودھا رقمطراز ہیں:

کتاب ''تذکرہ مولانا محمد نافع'' میں جو تحریریں حضرت مرحوم کے قلم مبارک سے لکھی گئی ہیں ان میں نورانیت ہے۔ حضرت مرحوم کی تالیفات وتصانیف شاہد ہیں کہ دیگر مسالک کے علماء کرام بالخصوص روافض سے نظریاتی وعلمی اختلاف کے باوجود ان کی تحقیر اور ان کی ذات کو ہدف تنقید نہیں بنایا۔ جناب حافظ عبدالجبار سلفی صاحب جامع ومرتب ''تذکرہ مولانا محمد نافع'' نے کتاب کے حاشیہ میں مختلف تحریروں میں جارحانہ، سوقیانہ تحریریں لکھ کر کتاب ''تذکرہ مولانا محمد نافع'' کی افادیت کو کم کردیا ہے۔ مرحوم علماء اور شرفاء کی دستار وجبہ کو اچھالنا کم ظرف لوگوں کا طریقہ ہے۔''

حضرت مولانا حافظ عبدالرحمن عبداللہ صاحب مدظلہ سلالہ عمان متحدہ عرب عمارات سے ایک تبصرہ بھیجا ہے۔

حافظ صاحب کا تبصرہ بڑا جذباتی ہے۔ ۸ صفحات پر مشتمل ہے لیکن اتنے مفصل اور طویل تبصرے کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔ اس کی بعض جزئیات یہاں درج کی جاتی ہیں۔ وہ رقم فرماتے ہیں:

''اس کے برعکس یہاں نئی کھچڑی پکی ہوئی ہے۔ علم کسی کا، محنت کسی کی اور نام کسی کا؟ اس وقت میرے سامنے ''تذکرہ مولانا محمد نافعؒ'' موجود ہے۔ پڑھنے کے بعد حیران کن نتیجہ یہ سامنے آیا کہ یہ تو حضرت اقدس مولانا محمد نافعؒ کا تذکرہ اس میں کم اور غیر نافع مواد اس میں زیادہ ہے جس کا حضرت اقدس کی ذات گرامی سے دور کا بھی بالواسطہ یا بلاواسطہ تعلق نہیں ہے۔''

حافظ عبدالرحمٰن عبداللہ صاحب صفحہ نمبر ۲ پر لکھتے ہیں: ''شرم آنی چاہئے سوانح کے نام پر ایسی خرافات، بکواسات، مخترعات لکھیں اور ''تذکرہ مولانا محمد نافعؒ'' کا نام دے دیا گیا۔ حضرت کے احسانات کا ایسا برا اور بھیانک جواب

شرم تم کو مگر نہیں آتی''

حافظ صاحب صفحہ نمبر ۶ پر تحریر فرماتے ہیں:

''تحقیق کے نام پر دکان چمکانے والے کو کیا معلوم علماء کرام کی شان کیا ہوتی ہے۔ ان حضرات کے بارے میں دکان میں بیٹھنے والا گستاخ لکھتا ہے کہ تحریک تنظیم اہل سنت کے مبلغین ان پڑھ مبلغین کا ایک چھوٹا سا ریوڑ ہے۔ کیا یہی حضرت اقدس مولانا محمد نافعؒ کی سوانح ہے؟ کیا یہی حضرت کا مزاج تھا؟ کیا اسی مقصد کیلئے ورق کالے کئے گئے؟

حافظ صاحب آخر صفحہ ۷ اور ۸ پر رقمطراز ہیں کہ خلاصہ یہ ہے کہ ''یہ حضرت کا تذکرہ ہرگز نہیں لگتا بلکہ مجھے یقین ہے کہ یہ اُوٹ پٹانگ حضرت کی ڈائریوں میں ہرگز نہ ہوں گی جو لکھ دی گئی ہیں اور جا بجا اہل علم پر تیر برسائے جو کہ حضرت کا طرز عمل ہرگز نہ تھا۔ ایسی شخصیت کے تذکرہ میں ایسی بیڈھنگی خرافات سمجھ سے باہر ہیں۔ معلوم نہیں تصنیف و تالیف میں نام بنانے کے شوق میں لکھاری شکاری نے علماء کرام کی توہین کر کے کیا اجر و ثواب کمایا اور نام بڑھایا۔''

جناب اورنگزیب اعوان صاحب آف ہری پور ہزارہ نے ''تذکرہ مولانا محمد نافعؒ پر ایک نظر'' کے عنوان سے تبصرہ لکھا جو انہوں نے اپنے دوست حضرت مولانا مفتی شکیل احمد صاحب، مفتی دارالافتاء جامعہ محمدیہ F-6/4، اسلام آباد کو بھیجا تو مفتی صاحب نے اس تبصرہ پر تبصرہ فرمایا اور ایک کاپی مجھے بھی ارسال فرمائی اور جناب اورنگزیب صاحب کے تبصرہ کی بھی ایک کاپی بھیجی۔ جناب اورنگزیب صاحب نے تحریر فرمایا کہ ۱۹ راگست ۲۰۱۶ء بروز پیر حافظ عبدالجبار سلفی صاحب میرے گھر تشریف لائے اور سفید رنگ کے رومال میں لپٹی کتاب ''تذکرہ مولانا محمد نافعؒ'' عنایت فرمائی۔ اس عبارت سے سلفی صاحب کی اور کذب بیانی عیاں ہوگئی کہ جناب بھائی میاں مختار عمر کا انتقال ۲۶ راگست ۲۰۱۶ء کو مکہ مکرمہ میں ہوا اور سلفی صاحب ۲۷ راگست کو بھائی صاحب کی تعزیت کیلئے تشریف لائے اور مجھے اظہار افسوس کرنے کے بعد جاتے ہوئے کہا کہ آپ نے اور آپ کے بھائی صاحب نے جو تصحیحات اور ترامیم تجویز کی ہیں وہ بندہ تسلیم کرنے کو تیار ہے۔ آپ مہمانوں سے فارغ ہولیں۔ چند دن

بعد مل بیٹھ کران پر مذاکرات کرلیں گے اوراس کے بعد ''تذکرہ'' کی اشاعت کریں گے۔اس بات کے گواہ حضرت مولانا سیف اللہ خالد صاحب مہتمم جامعہ امدادیہ چنیوٹ والے بھی ہیں کیونکہ واپسی پر سلفی صاحب نے ان کے پاس دوپہر کا کھانا کھایا۔ان سے بھی یہی بات کہہ کر گئے کہ ابوبکر کو یقین دہانی کرادیں کہ تذکرہ میں متنازعہ مباحث پر مل بیٹھ کران کا حل نکال لیں گے۔بعد میں پتہ چلا کہ موصوف ۱۷/اگست ۲۰۱۶ء کو کتاب شائع کر چکے تھے اور ۱۹/اگست کو ہری پور ہزارہ میں اپنے دوست جناب محمد اورنگزیب صاحب کو تبصرہ کیلئے بھی پیش کر چکے ہیں اور مجھے ۲۷/اگست کو چکمہ دے رہے ہیں کہ آپ کی تصحیحات اور ترامیم کو شامل کرنے کے بعد تذکرہ کو شائع کریں گے۔سبحان اللہ حضرت کذب بیانی کو گناہ ہی نہیں سمجھتے۔اور دوسرا یہ اشاعت کا حق بھی ان کو نہیں تھا۔رحماء بینہم ویلفیئر ٹرسٹ کی طرف سے شائع ہونا تھی۔ یہ سینہ زوری شائع کر کے اور مالک بن بیٹھے۔ میرے غم میں شریک ہونے کی بجائے وہ میرا منہ چڑھانے آئے تھے۔اللہ تعالیٰ علماء سوء کے شر سے محفوظ فرمائے۔بندہ تو دعا ہی کرسکتا ہے۔

مفتی شکیل صاحب آف اسلام آباد اپنے دوست کے تبصرہ پر تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

۱-تبصرہ میں کتاب، کتاب کے مندرجات اور نفس مضمون کی خوبیوں اور خامیوں پر تبصرہ ہونا چاہئے۔مصنف کی تعریف وتوصیف، القابات، اوصاف حمیدہ وجلیلہ کی طوالت درست نہیں ہے۔یعنی مؤلف کے فن پر تبصرہ ہو، ذات پر نہیں جبکہ اس تبصرہ میں مصنف کی ذات بابرکات پر کافی سطور سفید کی گئی ہیں۔

۲-صفحہ۲ پر لکھا ہے: ''بعض مواقع پر مولانا کے قلم کی شوخیاں سنبھالے نہیں سنبھلتیں، ہم دست بستہ یہ عرض کرنا اپنا دینی واخلاقی فریضہ سمجھتے ہیں کہ بعض دفعہ قلم کی شوخیاں توہین، تضحیک، تذلیل اور گستاخی کی حدیں پھلانگتی نظر آتی ہیں۔''

مفتی صاحب اس کے بعد پیراگراف میں تحریر فرماتے ہیں:

''آپ خود خیال فرمائیں کہ الفاظ وحروف کی اغلاط اوران کی نشاندہی اور تصحیح اہم ہے یا توہین، تضحیک، تذلیل اور گستاخی کی حدیں پھلانگتی ہوئی بیباک عبارات کی نشاندہی، تصحیح اور تصویب۔ مجھے نہیں معلوم کہ ایک ہی مصنف کی ایک ہی کتاب پر ایک ہی تبصرہ میں یہ دہرا معیار کیوں اپنایا گیا۔''

۳-مفتی صاحب صفحہ نمبر۲ پر راقم ہیں: ''مصنف کے قلم کی شوخیاں تو توہین، تضحیک، تذلیل اور گستاخی تک کی حدیں پھلانگنے سے باز نہ آئیں اور تبصرہ نگاران کا مبہم ومجہول تذکرہ بھی نہ کرے۔''

اصل میں مفتی شکیل صاحب نے اپنے دوست جناب اورنگزیب کے تبصرہ پر تبصرہ لکھا ہے جس میں اورنگزیب صاحب نے لفظی اور املا کی غلطیوں کی طرف توجہ فرمائی ہے لیکن اصل متنازعہ اور ہتک آمیز عبارات کی طرف توجہ نہیں دی بلکہ املاء کی غلطیوں کی نشاندہی پر بھی دست بستہ عاجزانہ طور پر نیازمندانہ معذرت کرتے نظر آتے ہیں۔تو مفتی صاحب نے درج ذیل تبصرہ فرمایا ہے:

''مصنف کے قلم کی شوخیاں تو توہین، تضحیک اور گستاخی تک کی حدیں پھلانگنے سے باز نہ آئیں اور تبصرہ نگاران کا مبہم و مجہول تذکرہ کرے۔''

اسی صفحہ نمبر۲ پر اگلے پیرگراف میں مفتی صاحب لکھتے ہیں:

مصنف کا قلم تو توہین، تضحیک، تذلیل اور گستاخی کی حدیں پھلانگ جائے اور جناب تبصرہ نگار صرف دبے لفظوں میں ادب آشنا اور شرمیلے قلم سے صرف اتنی جسارت کر پائیں: ''سنجیدہ اور باوقار تحریروں میں یہ انداز مستحسن اور پسندیدہ نہیں ہے۔''

وگرنہ مولانا (سلفی صاحب) کی تو یہ شان ہے کہ وہ ہم عصر لکھاریوں کو یہ پیغام دے رہے ہوتے ہیں:

قلم سے کام تیغ کا اگر کبھی لیا نہ ہو — تو مجھ سے سیکھ لے یہ فن اور اس میں بے مثال بن

سلفی صاحب سے میری استدعا ہے کہ وہ بندہ اور بھائی میاں مختار عمر مرحوم سے حاصل کردہ والد گرامی القدر کے بارے میں مواد، کتب، خطوط، ڈائریاں اور رقم واپس کر دیں تاکہ یہ معاملہ ختم ہو جائے جو آپ نے لکھنا تھا وہ لکھ لیا۔ آپ اپنی ملکیت ثابت نہیں کر سکتے اور نہ ہی آپ کی کوئی چیز ملکیت ہے۔ خطوط، ڈائریاں، کتب وغیرہ سب کچھ والد گرامی کی ملکیت تھا یا اب بندہ اس کا وارث ہے۔ آپ اپنے طور پر مواد جمع کرتے اور اپنے طور پر تذکرہ لکھتے تو آپ اپنی ملکیت جتانے کے حق بجانب تھے جبکہ ہم دونوں بھائیوں نے ایک زبانی معاہدہ کے تحت آپ پر اعتماد کرتے ہوئے آپ کو تمام مواد اور عوضانہ کے طور پر 28,000 روپے دیئے جو رحماء بینھم ویلفیئر ٹرسٹ کی طرف سے آپ کو دیئے گئے لیکن آپ اپنی حیثیت پہچاننے کی بجائے مستری اور مزدور کی طرح مالک مکان بن بیٹھے۔ آپ کا حضرت والد گرامی القدر کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے، نہ آپ ان کے شاگرد ہیں اور نہ کوئی روحانی تعلق ہے۔ یہ تو ہم سے غلطی ہوئی ہے کہ آپ کو سمجھ نہیں سکے۔ ہم کو حضرت سے آپ کی پہلی ملاقات مدنظر رکھنی چاہیے تھی، آپ کے دام فریب میں نہیں آنا چاہیے تھا۔ اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔

تحصیل بھوانہ میں سول جج کے پاس بندہ نے استقرار حق نام سے دعویٰ دائر کر رکھا ہے جس کا عنوان ہے ''مختار عمر بنام عبدالجبار سلفی''۔ اس مقدمہ میں بھی آپ پیش نہیں ہوئے۔ ان شاء اللہ اس مقدمہ کا فیصلہ بندہ کے حق میں ہوگا کیونکہ بندہ ہی حضرت کی مملوکہ اشیاء کا وارث ہے۔ ان کے مملوکہ مواد سے وہی شخص فائدہ اٹھا سکتا ہے جس کو بندہ اجازت دے گا۔ اب ان شاء اللہ کسی اٹھائی گیرہ کو فائدہ نہیں اٹھانے دیا جائے گا۔ درج ذیل اشیاء آپ کے پاس ہیں وہ واپس کر کے عمدہ اخلاق کا ثبوت دیں تاکہ غیر مملوکہ اشیاء پر ناجائز قابض ہونے اور کسی کی حق تلفی کرنے پر یوم القیامت کے عذاب سے نجات پا سکیں۔ ویسے عمومی طور پر قیامت پر ایمان نہیں ہے کیونکہ نعرہ ہے ''رام رام جپنا، پرایا مال اپنا''۔ درج ذیل اشیاء آپ کے پاس ہیں:

فوز المقال جلد دوم، یاد ایام، ڈائریاں، ۱۹۶۷ء اور ۱۹۷۷ء ڈائریوں سے نقل کیا گیا مواد۔ خطوط کی فوٹو کاپیاں جو آپ نے

رکھ لی ہیں۔اس کے علاوہ بھی کئی کتب وغیرہ۔نقد 28,000 روپے جو رحماء بینھم ویلفیئر ٹرسٹ کی طرف سے آپ کو دیئے گئے۔ان مذکورہ اشیاء کے علاوہ حضرت اقدس کی الماری خاص سے چند لفافے غائب ہیں۔تین لفافے ایسے ہیں جن پر لکھا ہوا تھا قابل اشاعت۔حضرت اقدس نے حوالہ جات جمع کئے تھے جن کی ابھی تک اشاعت نہیں ہوئی تھی۔اور ایک لفافہ جس پر حضرت اقدس نے مبلغین کیلئے لیکچرز یا خطبات تیار کئے ہوئے تھے۔جب آپ دارالمبلغین پڑھانے کیلئے جاتے وہ خطبات سامنے رکھتے۔یہ چند قیمتی لفافے غائب ہیں۔آپ کے سوا ان تک کسی کی رسائی نہ تھی۔جب آپ محمدی شریف تشریف لاتے تو بھائی صاحب مرحوم آپ کو اس خاص کمرہ میں حضرت اقدس کی الماری کے سامنے بیٹھنے کی اجازت فرما دیتے اور آپ ہم سب کو کمرے سے نکال دیتے کہ مجھے خلوت میں بیٹھ کر سکون سے کام کرنا ہے اور بیگ بھی ساتھ رکھتے۔مجھے یقین ہے کہ وہ لفافے آپ نے ہی سرقہ کئے ہیں۔مہربانی فرما کر واپس فرما دیں تو بڑا احسان ہوگا ورنہ بندہ قانونی چارہ جوئی کا حق محفوظ رکھتا ہے۔اس دنیا میں آپ سے برآمد نہ کرا سکا تو قیامت کے دن تو آپ کا گریبان ہوگا اور میرا ہاتھ۔بندہ اپنی بات کو ایک شاعر کے اس شعر پر ختم کرتا ہے:

سبھی مجھ سے یہ کہتے ہیں کہ رکھ نیچی نظر اپنی — کوئی ان سے نہیں کہتا نہ نکلو یوں عیاں ہو کر

محترم شاعر سے معذرت کرتے ہوئے موقع محل کے مطابق ذرا سی تبدیلی کے ساتھ۔

سبھی مجھ سے یہ کہتے ہیں کہ رکھ نیچی نظر اپنی — کوئی ان سے نہیں کہتا نہ لکھو یوں بے حیا ہو کر

حضرت مولانا محمد نافعؒ زندہ باد۔آپؒ کا دلنشین دلربا اسلوب پائندہ باد۔جوڑ و کراٹے اسلوب مردہ باد۔

ishteharJPG not found.

# مسافرانِ آخرت

ادارہ

★ مجلس احرارِ اسلام تلہ گنگ کے رہنما مولانا تنویر الحسن کے والد ماجد جناب رحمت دین مرحوم (موضع چکی، پنڈی گھیپ) انتقال: 12؍فروری 2017

★ مجلس احرار اسلام ٹب چوہان، رحیم یار خان کے متحرک کارکن جام محمد یعقوب کی چچی صاحبہ، انتقال: 13 فروری 2017ء، مرحومہ حضرت مولانا جانشین امیر شریعت سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت تھیں

★ قدیم احرار کارکن صوفی محمد سلیم صاحب رحیم یار خان کے بھائی محمد آفتاب مرحوم، 16؍فروری جمعرات کو اچانک حرکت قلب بند ہونے کے باعث انتقال کر گئے

★ تنظیم اسلامی پنجاب کے امیر ڈاکٹر طاہر خاکوانی کی والدہ 5؍فروری کو انتقال کر گئیں

★ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی مرحوم 26 فروری کو میر پور خاص سندھ میں انتقال کر گئے

★ جناب حافظ کریم اللہ صاحب ناظم نشر و اشاعت مجلس احرار اسلام ضلع رحیم یار خان کی والدہ ماجدہ، انتقال: 17؍فروری

★ مجلس احرار اسلام ملتان کے کارکن شیخ لقمان منشاد کے تایا شیخ مشتاق احمد مرحوم 6؍فروری کو انتقال کر گئے

★ مجلس احرار ملتان کے کارکن محمد ارشد کی نانی صاحبہ محمد سلیم انصاری مرحوم کی والدہ یکم فروری کو انتقال کر گئیں

★ مجلس احرار قاسم بیلہ ملتان کے کارکن محمد عرفان کے والد محمد قربان مرحوم 15؍فروری کو انتقال کر گئے

★ چیچہ وطنی میں قدیم مخلص احرار کارکن بھائی محمد یعقوب مرحوم، انتقال: 12؍جنوری 2017ء

★ چیچہ وطنی میں مسجد ختم نبوت رحمٰن سٹی کے معاون چوہدری اعجاز حسین وڑائچ کے بڑے بھائی چوہدری ریاض حسین وڑائچ مرحوم (چک نمبر 85-12 ایل) انتقال: 3؍فروری 2017ء، جمعتہ المبارک

★ چیچہ وطنی میں تحریک طلباء اسلام کے بانی رکن چودھری افتخار علی پوسوال کے ماموں چودھری محمد اقبال چوھان مرحوم (چک نمبر 37-12 ایل) انتقال: 5؍فروری 2017ء

★ چیچہ وطنی میں ہمارے بزرگ معاون حاجی عبدالعزیز مرحوم (عزیز پرنٹنگ پریس والے) انتقال: 5؍فروری 2017ء

★ دار العلوم ختم نبوت چیچہ وطنی کے معاون رانا تنویر اللہ مرحوم (بلاک نمبر 8) انتقال: 8؍فروری 2017ء بروز منگل

★ مولانا محمد یار (جلہ جیم روڈ میلسی) کے والد گرامی مولوی عبدالجبار مرحوم، انتقال: 9/فروری 2017ء بروز جمعرات

★ اسلام آباد میں ہمارے ہم فکر اور معاون جناب اعجاز محمود کے بہنوئی محمد رفیق مرحوم، انتقال: 10/فروری 2017ء

★ آغا شورش کاشمیری مرحوم کے جواں سال پوتے محمد بن محمود مرحوم، انتقال: 14/فروری 2017ء بروز منگل۔ جناب عبداللطیف خالد چیمہ، ڈاکٹر محمد آصف اور محمد قاسم خالد نے 18/فروری ہفتہ کو کاشانہ شورش لاہور پر محمود شورش، مسعود شورش اور مشہود شورش سے تعزیت کا اظہار کیا

★ چیچہ وطنی میں حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر کی پھوپھی صاحبہ اور محمد امجد (بلاک نمبر 18) کی والدہ ماجدہ، انتقال: 23/فروری 2017ء بروز جمعرات

★ آئی ٹی کمپیوٹر کالج لالیاں ضلع چنیوٹ کے پرنسپل اور ہمارے مہربان مہر محمد عنصر ہرل کے والد مہر جعفر حسین مرحوم

احباب وقارئین سے درخواست ہے کہ تمام مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب اور دعاءِ مغفرت کا خاص اہتمام فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ سب کی مغفرت فرمائے، حسنات قبول فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ عطاء فرمائے۔ پسماندگان کو صبر جمیل اور اجر عظیم عطاء فرمائے۔

## دعاءِ صحت

- مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنما ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المومن بخاری دامت برکاتہم شدید علیل ہیں
- حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند گرامی جناب خواجہ رشید احمد صاحب گزشتہ دو سال سے کومے میں ہیں
- مجلس احرار اسلام بہاول پور کے صدر قاری عبدالعزیز صاحب بیمار ہیں
- مدرسہ معمورہ کا سابق طالب علم حافظ محمد اویس سنجرانی علیل ہے
- لاہور کے بزرگ احرار کارکن چودھری محمد اکرام صاحب طویل عرصے سے علیل ہیں
- مجلس احرارِ اسلام چشتیاں کے کارکن محمد عرفان حسین کے والد محمد حسین علیل ہیں

احباب وقارئین سے درخواست ہے کہ تمام مریضوں کی صحت یابی کے لیے دعاء فرمائیں، اللہ تعالیٰ انہیں شفا کاملہ عطا فرمائے۔

بفیضانِ نظر
خواجہ خواجگان قطب زمان امام الاولیاء
حضرت اقدس شیخ المشائخ مولانا خواجہ
خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
تقریبِ سعید اختتام
صحیح بخاری شریف
بتاریخ
26 مارچ 2017ء
27 جمادی الثانی 1438ھ
بروز اتوار بعد نماز ظہر ان شاء اللہ
نماز ظہر ایک بجے ادا کی جائے گی
زیرِ صدارت
مخدوم العلماء، فرزند خواجہ خواجگان
حضرت مولانا
صاحبزادہ عزیز احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ
نائب امیر مرکزیہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ پاکستان
بمقام
جامعہ عزیزیہ سعدیہ
خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ
کندیاں ضلع میانوالی
جامعہ سعدیہ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ تعلیمی کارکردگی
جامعہ کے شعبہ جات
★ شعبہ درس نظامی ★ شعبہ تجوید و قراءت ★ شعبہ تحفیظ القرآن الکریم
★ شعبہ افتاء ★ سعدیہ لائبریری ★ دار التحقیق ★ شعبہ طالبات
جامعہ سے فراغت پانے والے طلباء کی تعداد
شعبہ کتب: دورہ حدیث سے سند فراغت حاصل کرنے والے طلباء کی تعداد 58 ہے، اس سال دورہ حدیث شریف میں 10 طلباء سند فراغت حاصل کریں گے۔
شعبہ حفظ: 1987ء سے اب تک جن خوش نصیب طلباء نے قرآن پاک حفظ کیا ان کی تعداد 1040 ہے، اس سال اس شعبہ میں 25 طالب علموں نے قرآن پاک مکمل حفظ کیا ہے۔
شعبہ تجوید: 2004ء سے اب تک 264 طالب علم شعبہ تجوید سے سند فراغت حاصل کر چکے ہیں اور اس سال 13 طالب علم شعبہ تجوید سے سند فراغت حاصل کریں گے۔
جس میں
علماء کرام، مشائخ عظام، خطباء، قراء و شعراء اسلام تشریف لا رہے ہیں
تمام اہل اسلام سے جوق در جوق شرکت کی اپیل ہے
منجانب
منتظمین جامعہ عزیزیہ سعدیہ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کندیاں میانوالی
رابطہ
0300-8999668
0333-6836228

بیاد مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ـــــ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

# مدرسہ معمورہ

بانی سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ
قائم شدہ 28 نومبر 1961ء

## دارِ بنی ہاشم
## مہربان کالونی ملتان

### خصوصیات

★ الحمدللہ مدرسہ معمورہ اپنے تعلیمی وفکری سفر میں ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے

★ حفظ وناظرہ قرآن اور درسِ نظامی میں درجہ متوسطہ سے درجہ خامسہ تک تعلیم جاری ہے

★ دارالافتاء کا قیام ★ صرف ونحو کا، ماہر اساتذہ کی نگرانی میں اجراء

★ علمی، فکری، اخلاقی اور روحانی تربیت ★ تقریر وتحریر کی تربیت ★ دارالمطالعہ کی سہولت

★ ماہانہ مجلس ذکر ★ سالانہ ختم نبوت کورس ★ طالبات کے لیے جامعہ بستانِ عائشہ میں حفظ وناظرہ قرآن، درسِ نظامی اور پرائمری، مڈل شعبوں میں تعلیم جاری ہے

### تعمیری منصوبے

● وسیع بیسمنٹ ہال ● دارالقرآن ● دارالحدیث ● دارالمطالعہ

اور دارالاقامہ کے لیے 24 کمروں پر مشتمل دومنزلہ عمارت کی تعمیر شروع کی جارہی ہے۔

تخمینہ لاگت بیسمنٹ ہال (20,00,000) بیس لاکھ روپے، لاگت فی کمرہ چار لاکھ روپے ہے

تخمینہ لاگت درس گاہیں، ہاسٹل، لائبریری، مطبخ (1,00,00,000) ایک کروڑ روپے

صدقہ جاریہ میں حصہ لیں اور نقد وسامان تعمیر دونوں صورتوں میں تعاون فرما کر اجر حاصل کریں۔

نیز طلباء کی ضروریات کے لیے زکوٰۃ وعشر، صدقات اور عطیات سے تعاون فرمائیں۔

ترسیلِ زر

بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری

کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 0278-37102053 یو بی ایل، ایم ڈی اے چوک ملتان

رابطہ

061 - 4511961
0300-6326621
majlisahrar@yahoo.com
majlisahrar@hotmail.com

الداعی الی الخیر

ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری

مہتمم مدرسہ معمورہ ملتان